Www.kashmirulyoum.com.pk

کشمیری عوام کی امنگوں کا ترجمان

راولپنڈی

ماہنامہ کشمیر الیوم

(رجسٹرڈ)

جلد نمبر 21، شمارہ نمبر 1، اگست 2023ء محرم/صفر ۱۴۴۵ھ

مدیرِ اعلیٰ : شیخ محمد امین

مدیر : فاروق احمد

مجلس مشاورت

متین فکری

عرفان صدیقی

حامد میر

سرور منیر راؤ

رُباب عائشہ

عاصم قدیر رانا

اس شمارے میں

اداریہ	امام عالی مقامؓ اور جدوجہد آزادی کشمیر!!!	چیف ایڈیٹر کے قلم سے	3
گرداب	کشمیر کا مقدمہ!!!	سید عارف بہار	4
اظہار خیال	76واں جشن آزادی	غلام اللہ کیانی	6
انٹرویو	جناب متین فکری	شیخ محمد امین	8
حلف برداری	امیر جماعت اسلامی	رپورٹ	14
سفرنامہ	اسلام آباد سے خنجراب تک	محمد عارف جان	16
فکرونظر	یوم استحصال	محمد شہباز بڈگامی	18
رپورٹ	شہید برہان وانی کی یاد میں!!!	اویس بلال/ڈاکٹر بلال	20
شخصیات	حضرت نجم الدین خانؒ	شیخ محمد امین	23
شخصیات	شہید کمانڈر مسعود	غازی اویس	25
گوشہ اسلام	دجال کون؟	ڈاکٹر عبدالرؤف	26
اظہار خیال	ریاست جموں و کشمیر اور بیس کیمپ	محمد احسان مہر	27
فکرونظر	اسرائیل کا وجود خطرے میں	ڈاکٹر ساجد خاکوانی	28
اظہار خیال	کم فہمی! عذاب سے کم نہیں ہوتی	شہزاد منیر احمد	30
نظم	جنہیں سحر نگل گئی!!!	عامر عثمانیؒ	32

ماہنامہ کشمیر الیوم میں شائع ہر کالم، کالم نگار کی ذاتی آراء پر مبنی ہوتا ہے، جس سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں (چیف ایڈیٹر)

پبلشر : خواجہ محمد شہباز

مقامِ اشاعت : D-1005، سیٹلائیٹ ٹاؤن، راولپنڈی

مطبع : والضحیٰ پرنٹرز، قیصر پلازہ، صدر، راولپنڈی

قیمت 50 روپے، سالانہ زرتعاون 500 روپے

نمائندگان

شمالی پنجاب : ارشد ایوب

آزاد جموں و کشمیر : غازی محمد اعظم

گلگت بلتستان : عبدالہادی بونجوی

سرینگر : سید مزمل حسین سہروردی

جموں : وجے کمار رینا

لداخ : جعفر حسین علوی

لندن : انوار الحق

نیو یارک : فائزہ نذیر

ڈیزائننگ : شیخ ابو حماد

کمپوزنگ :

منیجر فائنانس / سرکولیشن : شبیر یوسف

معاون سرکولیشن : طارق احمد

انچارج شعبہ اشتہارات : راجہ محمد شفیق

ویب انچارج : ڈاکٹر بلال احمد

Regd. No. 885

Mails. B/NPR-234

خط و کتابت اور رابطہ کیلئے: دفتر ماہنامہ ''کشمیر الیوم'' NA/300-A نیو ملپور ڈبل روڈ راولپنڈی Kashmirulyoum2014@gmail.com, 051-4934369

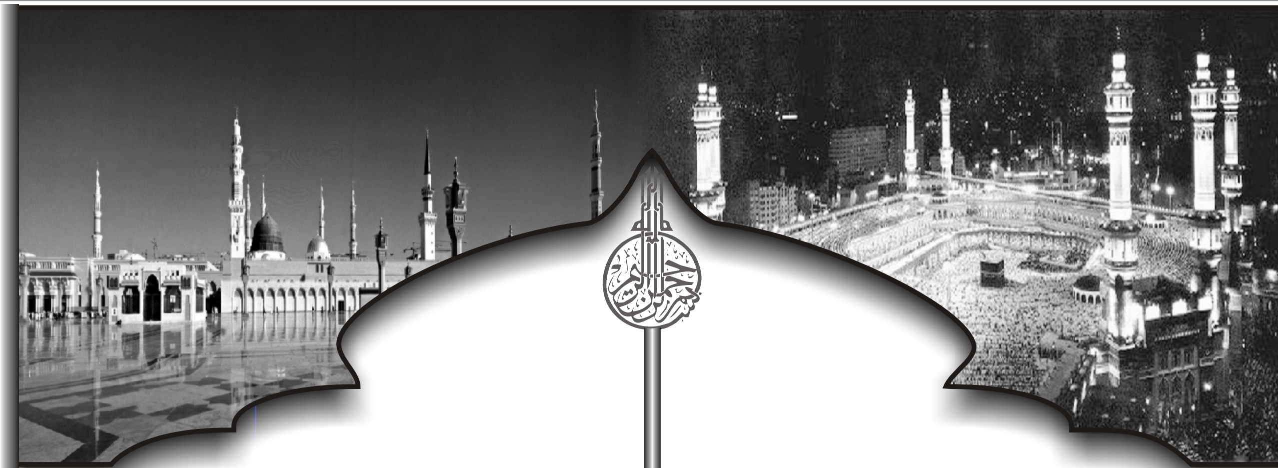

القرآن

اپنے رب سے معافی مانگواوراس کی طرف پلٹ آوٗ

انہوں نے جواب دیا ''اے شعیب، کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ یا یہ کہ ہم کو اپنے مال میں اپنے منشا کے مطابق تصّرف کرنے کا اختیار نہ ہو؟ بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور راست باز آدمی رہ گیا ہے''! شعیب نے کہا'' بھائیو، تم خود ہی سوچو کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر تھا اور پھر اس نے اپنے ہاں سے مجھ کو اچھا رزق بھی عطا کیا تو اس کے بعد میں تمہاری گمراہیوں اور حرام خوریوں میں تمہارا شریکِ حال کیسے ہوسکتا ہوں؟)۔ اور میں ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں ان کا خود ارتکاب کروں۔ میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک بھی میرا بس چلے۔ اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملہ میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور اے برادرانِ قوم، میرے خلاف تمہاری ہٹ دھرمی کہیں یہ نوبت نہ پہنچا دے کہ آخرِ کار تم پر بھی وہی عذاب آکر رہے جو نوحؑ یا ہودؑ یا صالحؑ کی قوم پر آیا تھا۔ اور لوطؑ کی قوم تو تم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے ۔ دیکھو! اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کی طرف پلٹ آوٗ، بے شک میرا ربّ رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے''۔ انہوں نے جواب دیا ''اے شعیبؑ، تیری بہت سی باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے، تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کبھی کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے، تیرا بل بوتا تو اتنا نہیں ہے کہ ہم پر بھاری ہو''۔ شعیبؑ نے کہا'' بھائیو، کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ بھاری ہے کہ تم نے (برادری کا تو خوف کیا اور) اللہ کو بالکل پسِ پشت ڈال دیا؟ جان رکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔

سورہ ہود آیت نمبر 87 تا 91 تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

الحدیث

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائے گا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر 2442

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن ظالم کی مدد کس طرح کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے اس کا ہاتھ پکڑ لو (یہی اس کی مدد ہے) صحیح بخاری حدیث نمبر 2444

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم فرمایا تھا اور سات ہی چیزوں سے منع بھی فرمایا تھا۔ جن چیزوں کا حکم فرمایا تھا ان میں انہوں نے مریض کی عیادت، جنازے کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کا جواب دینے، سلام کا جواب دینے، مظلوم کی مدد کرنے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے اور قسم پوری کرنے کا ذکر کیا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر 2445

امام عالی مقامؓ اور جدوجہد آزادی کشمیر!!!

14 اگست 1947 پاکستان کا قیام عمل میں آیا اور 15 اگست 1947 میں بھارت آزاد ہوا۔تب سے ہر سال یہ دونوں ممالک یوم آزادی زور شور سے مناتے ہیں۔ان دونوں ممالک کے زیرانتظام ایک ملک ہے،جسکا نام ملک کشمیر تھا۔برصغیر کی تقسیم کے نتیجے میں یہ ملک آزاد اور خودمختار رہ سکتا تھا یا پھر مملکت پاکستان کا حصہ بھی بن سکتا تھا۔لیکن ایسا نہ ہوسکا۔کہانی لمبی ہے۔۔مختصر الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اقوام متحدہ کی مداخلت کے نتیجے میں،دونوں ممالک یعنی بھارت اور پاکستان اس بات پر راضی ہوئے کہ اقوام متحدہ کی نگرانی میں رائے شماری کرائی جائیگی اور لوگوں سے پوچھا جائیگا کہ وہ کس ملک کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔آج تک 76 سال ہوئے ،ابھی تک کشمیری قوم اپنا فیصلہ کرنے سے محروم ہے۔مملکت پاکستان اگر چہ بار بار اس حق کو دینے کا اعادہ کرتی ہے تاہم بھارت پوری ریاست کو اپنا اٹوٹ حصہ کہہ کر،اس ریاست کے حصے بخرے کرنے پر تلی ہوئی ہے۔کشمیری قوم حق خودارادیت کی جدوجہد میں مصروف ہے۔لیکن اس جدوجہد کو طاقت کے بل پر سختی سے دبایا جارہا ہے۔عالمی قوتیں اور ادارے خاموشی سے کشمیری عوام پر ہورہے مظالم دیکھ رہے ہیں۔ان حالات میں جب پوری دنیا محض تماشائی کا کردار ادا کررہی ہے۔تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کشمیری کیا کریں۔کیا اپنی جدوجہد ترک کرکے،غلامی کا طوق خوشی سے پہن کر،زندگی کی بھیک مانگیں یا پھر امام حسینؓ کے نقش پا کی پیروی کرکے جدوجہد جاری رکھیں۔سید مودودیؒ نے حق کے حق ہونے کے حوالے سے ایک تاریخ ساز بات تحریر فرمائی ہے۔لکھتے ہیں''حق کے متعلق یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ وہ بجائے خود'حق' ہے،وہ ایسی مستقل اقدار کا نام ہے جو سراسر صحیح اور صادق ہیں۔اگر تمام دنیا اس سے منحرف ہوجائے تب بھی وہ حق ہی ہے؛ کیونکہ اس کا حق ہونا اس شرط سے مشروط نہیں ہے کہ دنیا اس کو مان لے،دنیا کا ماننا نہ ماننا سرے سے حق و باطل کے فیصلے کا معیار ہی نہیں ہے۔دنیا حق کو نہیں مانتی تو حق ناکام نہیں ہے بلکہ ناکام وہ دنیا ہے جس نے اسے نہ مانا اور باطل کو قبول کرلیا۔ناکام وہ قوم ہوئی جس نے انھیں رد کردیا اور باطل پرستوں کو اپنا رہنما بنایا" حزب سربراہ اور متحدہ جہاد کونسل کے چیرمین سید صلاح الدین نے امام عالی مقام سیدنا امام حسینؓ کے یوم شہادت پر اس سوال کا اسی انداز میں جواب دیا ہے جس طرح کا جواب سید مودودی نے دیا ہے۔حزب سربراہ کہتے ہیں کہ "اسلام کی سربلندی کے لئے نواسہ رسول امام عالی مقام حضرت امام حسینؓ نے کربلا میں اپنے خاندان اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے دنیا کی ظالم و جابر قوتوں کو پیغام دیا کہ اللہ کے بندے صرف اللہ کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔وہ سر کٹوانا قبول کریں گے لیکن باطل قوتوں کے سامنے کبھی سرینڈر نہیں کریں گے۔ 10 محرم الحرام،بروز جمعہ 61 ہجری سیدنا حضرت امام حسین اپنے فرزندوں،عزیزوں اور جاں نثاروں کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے مقام کربلا میں یزیدی لشکر سے مردانہ وار لڑتے ہوئے شہادت کے اعلی مرتبے پر فائز ہوئے۔آپ وقت کے یزید کے باطل اقدامات کے خلاف آہنی دیوار بن گئے۔رخصت یا ہزیمت کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے عزیمت کی راہ اختیار کی۔کربلا کے واقعے نے یہ ثابت کیا کہ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے اور باطل مٹ جاتا ہے۔ظلم ظلم ہے،بڑھ جاتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔مقبوضہ کشمیر کے عوام 1947 سے بالعموم اور 1989 سے بالخصوص کربلا کے مناظر سہہ رہے ہیں۔ہر صبح کربلا،ہر شام کربلا۔معصوم بچوں کو قتل کیا جارہا ہے۔چاردیواری کے تقدس کو پامال کیا جارہا ہے۔بلا کسی امتیاز کے ہزاروں اہل کشمیر کو جیلوں اور تعذیب خانوں میں ٹھونسا جارہا ہے۔باطل قوتوں کی ہر طرف سے یلغار ہے لیکن کشمیری عوام نے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے کہ غلامی پر شہادت کو ترجیح دینا حسینیت ہے اور ظلم و جبر کا علاج اور مقابلہ بھی حسینیت ہی ہے۔اسی اصول پر عمل پیرا ہوکر ان شا اللہ حصول منزل تک جدوجہد جاری رہے گی اور ان شا اللہ یہ جدوجہد کامیاب بھی ہوگی۔یہ اللہ کا وعدہ ہے" حق کے متعلق یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ وہ بجائے خود'حق' ہے،وہ ایسی مستقل اقدار کا نام ہے جو سراسر صحیح اور صادق ہیں۔اگر تمام دنیا اس سے منحرف ہوجائے تب بھی وہ حق ہی ہے۔ان شا ءاللہ حق ہی کامیاب ہوگا۔

کشمیر کا مقدمہ بھارتی سپریم کورٹ میں

سید عارف بہار

بھارت کی سپریم کورٹ کے پانچ رکنی بینچ کشمیر میں آرٹیکل 370 کے خاتمے کو چیلنج کرنے والی رٹ پٹیشنز پر سماعت کا آغاز کر دیا ہے۔پانچ اگست2019 کے فیصلے کے خلاف تئیس درخواستیں سپریم کورٹ میں دائر تھیں جن پر سماعت کا آغاز سپریم کورٹ آف انڈیا کے چیف ڈی وائی چندرا چد کی سربراہی میں ہوگیا ہے۔درخواست گزاروں مقبوضہ کشمیر کے سابق وزرائے اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ اور محبوبہ مفتی بھی شامل ہیں۔محبوبہ مفتی نے یہ موقف اختیار کیا ہے کشمیریوں کی رائے حاصل کئے بغیر ہونے والا فیصلہ غیر آئینی ہے کیونکہ آئین ہند میں واضح طور پر کشمیریوں کی مرضی اور مشورے کی بات کی گئی ہے۔مودی حکومت نے یہ فیصلہ کرنے سے پہلے کشمیر اسمبلی کو ختم کر دیا تھا اور اس فیصلے میں کسی طور کشمیریوں کی رضامندی شامل نہیں۔کشمیر اقوام متحدہ میں ایک متنازعہ مسئلے کے طور پر موجود ہے۔ کاغذوں میں اس کی متنازعہ حیثیت اقوام متحدہ کی قراردادوں اور تنازعے کے حل کے لئے بننے والے کمشنز کی صورت موجود ہے اور کونسا عالمی راہنما جس کا بیان ریکارڈ پر موجود نہیں کہ پاکستان اور بھارت کو تنازعہ کشمیر کو پرامن طور پر مذاکرات سے حل کرنا چاہئے اور زمین پر اس تنازعے کی بین الاقوامی حیثیت اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین اور سیز فائر لائن کو کنٹرول لائن کہنا اور اس کے لئے بارڈر کی اصطلاح استعمال نہ کرنا ہے۔تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کشمیر ایک سہ فریقی مسئلہ ہے اورا س کو کوئی معاملہ بھی کسی ایک فریق کا اندرونی معاملہ نہیں۔اس حد تک بات ٹھیک ہے کہ بھارتی آئین میں کشمیر کو خصوصی شناخت دینے والی دفعہ 370 بھارتی وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو اور کشمیری راہنما شیخ محمد عبداللہ کے طویل دوستانہ تعلقات کا مظہر تھی۔اسی امید پر نہرو نے شیخ عبداللہ کو اپنے ساتھ جوڑے رکھا تھا۔بھارت کے آئین کی تیاری کے موقع پر سردار پٹیل کا سخت گیر کانگریسی گروپ ایسی کسی شق اور دفعہ کا کھلا مخالف تھا مگر پنڈت نہرو نے امبیڈکر کی منت سماجت کر کے اور شیخ عبداللہ کے ساتھ اپنے وعدوں اور تعلقات کا واسطہ دے کر اس دفعہ کو آئین کا حصہ بنوایا۔جس کے تحت دہلی کے پاس صرف خارجہ امور،مواصلات اور دفاع کے تین شعبے تھے جبکہ باقی تمام اختیارات مقبوضہ جموں وکشمیر کی حکومت کو حاصل تھے۔اس دفعہ کے تحت مہاراجہ ہری سنگھ کے سٹیٹ سبجیکٹ قانون کو من وعن اپنا کر آئین کا حصہ بنایا گیا۔اس دفعہ کے تحت مقبوضہ جموں کشمیر کے عوام کو صدر اور وزیر اعظم کے عہدے اپنا آئین اور پرچم کا حق دیا گیا۔یوں جموں وکشمیر کی ریاست بھارت میں اپنی نوعیت کی منفرد ریاست تھی جو مہاراجہ کے مشروط الحاق کے کچے دھاگے کے ساتھ بھارت کے آئین کا حصہ تھی۔بھارت کی طرف سے کشمیر کو دی گئی یہ آزادیٔ پرواز محض دوسال ہی جاری رہی اور بھارتی حکومت نے اس دفعہ کو غیر موثر بنانے کی کوششوں کا آغاز کر کے کشمیریوں کے بال وپر کترنا شروع کر دیئے۔1953 میں شیخ عبداللہ کو برطرف کر کے گرفتار کرلیا گیا اور یوں پنڈت نہرو اور شیخ عبداللہ کے درمیان یارانے کی اس یادگار کی فلک بوس عمارت کی پہلی اینٹ کھسک کر رہ گئی۔شیخ عبداللہ کو دی گئی آزادیاں بھارت نے ان کے جانشین بخشی غلام محمد کے ذریعے واپس لینے کا عمل شروع کیا۔بھارت نے صدر اور وزیر اعظم کے عہدے ختم کر کے گورنر اور وزیر اعلیٰ میں بدل

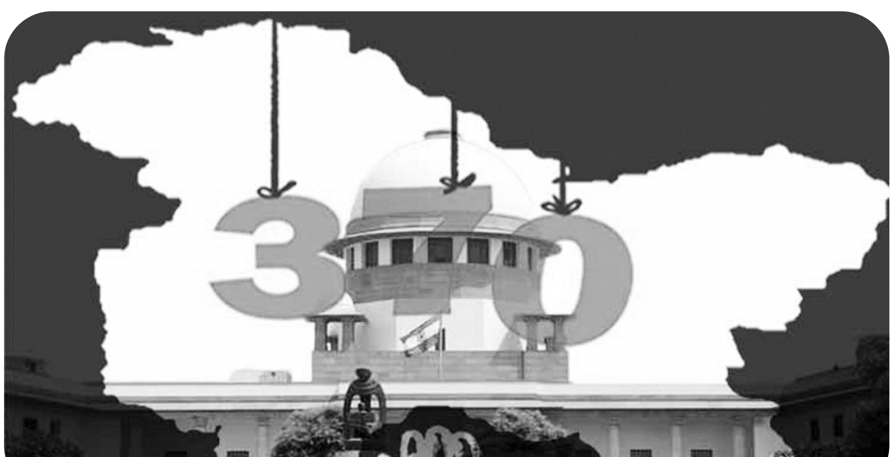

کشمیر اقوام متحدہ میں ایک متنازعہ مسئلے کے طور پر موجود ہے۔کاغذوں میں اس کی متنازعہ حیثیت اقوام متحدہ کی قراردادوں اور تنازعے کے حل کے لئے بننے والے کمشنز کی صورت موجود ہے اور کونسا عالمی راہنما جس کا بیان ریکارڈ پر موجود نہیں کہ پاکستان اور بھارت کو تنازعہ کشمیر کو پرامن طور پر مذاکرات سے حل کرنا چاہئے اور زمین پر اس تنازعے کی بین الاقوامی حیثیت اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین اور سیز فائر لائن کو کنٹرول لائن کہنا اور اس کے لئے بارڈر کی اصطلاح استعمال نہ کرنا ہے۔تاریخ یہ بتاتی ہے کہ کشمیر ایک سہ فریقی مسئلہ ہے اور اس کو کوئی معاملہ بھی کسی ایک فریق کا اندرونی معاملہ نہیں

دیئے گئے۔ بھارتی آڈیٹر جنرل اور الیکشن کمیشن کو کشمیر تک توسیع دی گئی ۔الحاق کو حتمی قرار دیا گیا آل انڈیا سروسز یعنی انڈین اینڈمنسٹریٹو سروسز اور انڈین پولیس سروسز کا دائرہ بھی کشمیر تک بڑھایا گیا۔ 1964 میں بھارتی آئین کی

356اور357 کے تحت ریاستی حکومت کی ناکامی کی صورت میں صدرراج کا اختیار دے دیا گیا۔ دفعہ 370 دہلی کے حاکم اور سری نگر کے محکوم حکمرانوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا مگر یہ بھارت کے ڈھانچے میں کشمیر کی الگ شناخت کی علامت تھی بھارت نے آزادی کی اس عمارت کو پہلے خود ہی ویران کیا پھر اس کے درودیوار اکھاڑے اور پانچ اگست کو اس کا ملبہ بھی چرانے کی کوشش کی تاکہ ثبوت اورآثار باقی نہ رہیں۔ پاکستان کو ماضی کی روایت کے تحت ہر اس کشمیری کے ساتھ کھڑا ہونا ہے جو لمحۂ موجود میں دہلی کے مقابل کھڑا ہوتا ہے۔ایک فریق کے طور پر پاکستان کی یہ تاریخی ذمہ داری ہے۔

یوں تو 5 اگست 2019 سے بہت پہلے ہی کشمیر کی خصوصی شناخت کو مٹاڈالنے کی کوششیں آہستہ روی سے جاری تھیں مگر 2019 سے سال بھر پہلے یہ مقدمہ بھارتی عدالتوں میں پراسرارانداز سے پہنچا دیا گیا تھا۔ سال بھر پہلے ہی ''ہم شہری'' نامی ایک فرضی تنظیم نے بھارتی سپریم کورٹ میں آرٹیکل 370 کو چیلنج کردیا تھا۔ بھارتی سپریم کورٹ نے آئین کی دفعہ 35A پر فیصلہ سنانے کی تاریخوں کو آگے بڑھانا شروع کر دیا تھا۔ سپریم کورٹ کے ججز نے اس کی وجہ یہ بتائی تھی کہ بینچ تین رکنی تھا مگر ایک رکن کی غیر حاضری کی وجہ سے فیصلہ نہیں سنایا جاسکتا۔ سپریم کورٹ نے مقررہ دن فیصلہ سنانے سے گریز کیا ۔جس دن فیصلہ سنانا تھا اس وقت مقبوضہ کشمیر میں زوردار ہڑتال چل رہی تھی ۔مشترکہ مزاحمتی فورم کی اپیل پر ہونے والی دوروزہ ہڑتال نے کاروبار حیات معطل کر کے رکھ دیا تھا اورعوام چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں احتجاج کر رہے تھے ۔''وی دی سٹیزن'' (ہم شہری) نامی ایک غیر سرکاری تنظیم نے بھارتی سپریم کورٹ میں یہ رٹ دائر کر رکھی تھی۔ بھارتی آئین کی دفعہ 35A مقبوضہ کشمیر کوخصوصی شناخت دیتی ہے جس کے تحت کوئی بھی غیر کشمیری باشندہ ریاست جموں وکشمیر میں نہ تو جائیداد خرید سکتا ہے اور نہ ووٹ کا استعمال کرسکتا ہے ۔اس دفعہ کے تحت بھارت کا شہری کشمیر میں ملازمت کا حق بھی نہیں رکھتا۔ یہ دفعہ کشمیر کی الگ شناخت کے حوالے سے بھارت کی قیادت بالخصوص پنڈت جواہرلعل نہرو کے وعدوں کی آخری آخری نشانیوں میں شامل ہے ۔غیر کشمیری باشندوں کے کشمیر میں زمینیں خریدنے اور ملازمت حاصل کرنے کا قانون جسے عرف عام میں سٹیٹ سبجیکٹ یعنی پشتنی باشندہ ریاست جموں وکشمیر کا تصدیق نامہ کہا جاتا ہے مہاراجہ ہری سنگھ نے نافذ کیا تھا ۔ آرٹیکل 370 کے خاتمے سے پہلے ہی یہ خدشات ظاہر کئے جا رہے تھے کہ اس قانون کے خاتمے کے ساتھ ہی بڑے پیمانے پر بھارتی سرمایہ دار وادی کی طرف نقل مکانی کریں گے اونے پونے داموں زمینیں خریدی جائیں گی اور مغربی پاکستان سے جانے والے لاکھوں ہندو پناہ گزین پہلے ہی جموں کے علاقوں میں شہریت کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پنڈتوں کے لئے الگ بستیاں بسانے کے منصوبے بھی کاغذوں میں تیار ہیں ،امرناتھ یاتریوں کے لئے وسیع وعریض رہائشی منصوبے اور انہیں اس کے لئے الگ سے انتظامیہ کا قیام اوران کے لئے مکانیت کی سہولت کی فراہمی وادی کے مسلمان اکثریتی کردار کے اوپر لٹکتی ہوئی تلوار رہی ہے اور یوں کشمیر میں ایک ''اسرائیل'' کے خدوخال اُبھرنا شروع ہوجائیں گے۔ اب چار سال سے جو کچھ ہورہا ہے اس کی عملی تصویر ہے۔ حال ہی میں محبوبہ مفتی کا یہ چونکا دینے والا بیان سامنے آیا ہے کہ بھارتی حکومت دس لاکھ غیر کشمیریوں کو کشمیر میں بے زمین کو زمین دینے کے نام پر بسا کرآبادی کا تناسب تبدیل کرنا چاہتی ہے ۔ یہ ان خدشات اورخطرات کوتقویت دے رہا ہے کہ بھارت کشمیر میں نوآبادیاتی پالیسی اپنائے ہوئے ہے ۔کشمیری مسلمان ہمیشہ سے اس خطرے کی بو محسوس کرتے رہے ہیں مگر نریندر مودی کے دور حکومت میں یہ خطرہ بہت عیاں ہوکر سامنے آیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مودی کے آتے ہی کشمیر میں مزاحمت کے ایک نئے اور نہ ختم ہونے والے دور کا آغاز ہوگیا ہے۔ وادی کے مسلمان فلسطین ماڈل کے خلاف ردعمل میں اپنی جانیں قربان کررہے ہیں۔ طاقت اور حیلہ جوئی سے کشمیریوں کو رام نہ کیا جاسکا اور اب آخری چارہ کار آبادی کے تناسب کی تبدیلی ہے۔ اس کے لئے پہلے ہی بھارت کے آئینی اداروں کا سہارا لیا جانے لگا تھا اوراب ان آئینی اداروں کے پاس کشمیریوں کا مقدمہ ہے اور چار سال بعد ہی سہی ان اداروں نے کشمیریوں کی درخواستوں کی طرف متوجہ ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب سید عارف بہار آزادکشمیر کے معروف صحافی دانشور اور مصنف ہیں۔ کئی پاکستانی اخبارات اور عالمی شہرت یافتہ جرائد میں لکھتے ہیں۔ تحریک آزادی کشمیر کی ترجمانی کا الحمدللہ پوراحق ادا کر رہے ہیں ۔کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

76واں جشن آزادی

غلام اللہ کیانی

اگست کا مہینہ ایک خواب، ایک مشن کے شرمندہ تعبیر ہونے کا مہینہ ہے۔طویل جدوجہد اور قربانیوں سے مملکت خداداد پاک وطن حاصل کیا گیا۔یہ ماہ پاکستان اور بھارت کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔اس ماہ دونوں ممالک اپنا اپنا یوم آزادی مناتے ہیں جسے پاکستان میں یوم استقلال بھی کہا جاتا ہے۔76 سال قبل اسی ماہ کے وسط میں دونوں ممالک نے انگریزوں کی غلامی سے آزادی حاصل کی اور دنیا کے نقشے پر آزاد وخودمختار ممالک کے طور پر نمودار ہوئے۔دونوں ممالک برٹش پارلیمنٹ کے 18 جولائی 1947ء کے انڈین انڈی پینڈنس ایکٹ کے تحت آزاد ہوئے۔ دونوں کو 14 اگست 1947ء کو آزاد ہونا تھا۔ کانگریسی انتہاپسندی اس حد تک تھی کہ وہ جشن آزادی، پاکستان کے ساتھ منانا تک گوارا نہ کرسکی اور اسے ایک دن کی تاخیر کی نذر کر دیا گیا۔پاکستان کے لئے انگریزوں سمیت کانگریسی انتہا پسند ہندوؤں سے بھی آزادی کی جنگ لڑنا پڑی۔اگست کی 14 تاریخ کو پاکستان ایک آزاد وخود مختار ملک بن گیا۔ پنجاب کے یونینسٹ اور سرحد کے خدائی خدمت گار کانگریس کی حمایت اور پاکستان کی مخالفت کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے۔ہم یہاں جشن کے مواقع پر تعطیل کرتے ہیں۔جنوبی افریقہ کے قائد نیلسن منڈیلا کی سالگرہ کے موقع پر تعطیل کے بجائے اضافی محنت و مشقت کی جاتی ہے۔یہ ایک مشعل راہ ہے۔تاریخ سے سبق سیکھنے کا عمل اور قوموں کے مثبت امور عملانے کی جانب توجہ تعلیم یافتہ اور سوجھ بوجھ کے حامل معاشروں کا طرہ امتیاز ہوتا ہے۔غیر ترقی یافتہ اور نیم خواندہ قومیں پیامبر کو ٹھکانے لگانے میں ہی بھلائی و عافیت سمجھتی ہیں۔جان و مال اور عزتوں کی قربانیاں دے کر آزادی حاصل کرنے والوں کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ پاکستان کو حاصل کرنے میں لاکھوں افراد نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔قیام پاکستان کے وقت تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت ہوئی۔ پاکستان میں 1951ء کو کئے گئے پہلے سروے میں چشم کشا حقائق سامنے آئے کہ ڈیڑھ کروڑ افراد نے ہجرت کی۔ 80 لاکھ مسلمان پاکستان آئے اور 60 لاکھ ہندو پاکستان سے بھارت گئے۔اس دوران مختلف واقعات میں 10 لاکھ لوگ مارے گئے۔50 ہزار مسلم خواتین کو اغوا کیا گیا۔ ہندوانتہاپسندوں نے برصغیر کی تقسیم کے وقت مختلف قافلوں میں پاک سرزمین پر قدم رکھنے کے آرزومند مسلمانوں کو بڑی بے دردی سے شہید کیا۔بزرگوں، بچوں اور خواتین کو نشانہ بنایا گیا۔سینکڑوں کی تعداد میں جوان عورتوں اور کم سن بچیوں کو اغوا کرنے کے افسوسناک سانحات پیش آئے۔آج 76 برس گزرنے کے باوجود ان گمشدگان کی تلاش جاری ہے۔پاکستان ہجرت کرنے والے ہزاروں خاندانوں کے ساتھ دردناک سانحات پیش آئے۔ان کے لواحقین پر کیا گزری؟ اس دکھ و درد کو محسوس کرنا انتہائی مشکل ہے۔ ہندوانتہاپسندوں نے مسلمان شیر خوار بچوں کو تلواروں، کرپانوں ،سلاخوں اور برچھیوں پر اچھالا۔مسلمانوں کے گھروں، املاک و باغات کو آگ لگادی ۔ بستیاں اور بازار راکھ بنادیئے ۔جائیدادوں پر قبضہ جمالیا۔جو قافلے پاکستان کے لئے روانہ ہوئے ان کو جگہ جگہ لوٹا گیا اور گاڑیوں کو آگ لگادی گئی۔لاتعداد لوگ زندہ جل گئے۔عفت مآب خواتین کی حرمت کو پامال کیا گیا۔مسلمانوں کا اجتماعی قتل عام ہوا۔ جو مسلمان بھارت میں رہ گئے انہیں مشکوک، غدار اور پاکستان کے ایجنٹ مسلمان کہا گیا۔ بھارت میں انتہاپسندوں کا آج بھی یہ نعرہ ہے ''ہندو کا ہندوستان، مسلمان کا قبرستان''۔ برصغیر کے مسلمانوں کی بڑے پیمانے پر تقسیم ہوئی اور ہندو متحد ہو گئے۔ جنوبی ایشیا میں تقسیم کے منفی اور مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

آج بھارت میں مسلمانوں کے گھر اور بستیاں، بازار مسمار کئے جارہے ہیں۔مسلمانوں کو گائے کا گوشت کھانے کے الزامات لگا کر قتل کیا جاتا ہے یا تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ بی جے پی حکومت نے حد کر دی ہے۔نریندر مودی کا دوسرا دور اقتدار زحمت بن کر گزر رہا ہے۔نئے شہریت قوانین متعارف کئے گئے ہیں۔مسلمان اب دوسرے درجے کے شہری ہیں۔ایسے میں آج پاکستان اور بھارت ایک بار پھر اپنی آزادی کی سالگرہ منارہے ہیں۔دشمنان اسلام کی بڑھتی ہوئی سازشوں سے

پاکستان کو متعدد چیلنجز کا سامنا ہے۔

نریندر مودی حکومت نے 5 اگست 2019 کو کشمیر کی رہی سہی خصوصی حیثیت ختم کر دی۔قابض بھارتی فوج سمیت بھارتی شہری کشمیر کی زمین وجائیداد پر قابض ہو رہے ہیں۔50 لاکھ سے زیادہ سابق بھارتی فوجیوں، کشمیر میں ملازمت کرنے والے بھارتی شہریوں اور جاسوسوں سمیت انتہاپسندوں کو کشمیر کا ڈومیسائل جاری کیا جا چکا ہے۔وہ کشمیر میں ملازمت کر سکتے ہیں۔ ووٹ ڈال سکتے ہیں۔کشمیری پنڈت خاندان وادی میں اپنی زمین وجائیداد مسلمانوں کو فروخت کر کے فرار ہو چکے تھے۔ اب انہیں ان کی بیچی ہوئی زمینیں مسلمانوں سے زبردستی واپس

واگزار کرائی جا رہی ہیں۔کشمیریوں کے خون سے چراغاں بھارت جشن منا تا ہے ۔کشمیریوں پر اس ماہ بھارتی فورسز مظالم کے پہاڑ توڑ دیتے ہیں۔اب کشمیر کا پرچم ہٹا دیا گیا ہے۔فوجی بھارتی ترنگا جھنڈیاں زبردستی تقسیم کرتے ہیں ۔ انہیں سرکاری عمارات، گھروں ، گاڑیوں اور دکانوں پر لہرانے کے احکامات دیئے گئے ہیں۔

''ہر گھر ترنگا'' مہم چلا کر بھارتی حکومت مقبوضہ جموں وکشمیر میں قابض فوج کی مدد سے بندوق کی نوک پر زبردستی گھروں اور نجی تعمیرات پر بھارتی پرچم لہرا رہی ہے۔ اگست کی آمد پر پوری وادی کشمیر میں غیر اعلانیہ کرفیو نافذ ہوتا ہے ۔15 اگست کو سب سے بڑی تقریب سرینگر کے بخشی سٹیڈیم میں ہوتی ہے۔سٹیڈیم کے گردونواح میں سرائے بالا، مہاراج گنج، کرن نگر، ستھراشاہی ،بٹہ مالو، رام باغ ، گوگجی باغ ، لال منڈی ، راج باغ اور دیگر بستیوں سے لوگ بھارتی فورسز کے مظالم کے باعث ہجرت کر جاتے ہیں۔ رہائشی گھروں پر بھارتی فوجی چوکیاں قائم کی جاتی ہیں ۔یہاں تک کہ اقبال پارک اور بچوں کے لل دید ہسپتال میں بھارتی فورسز داخل ہو جاتی ہیں۔بچوں کے اس ہسپتال پر بھی بھارتی فوجی بنکر بنا کر مریضوں کو ہراساں کرتے ہیں ۔پوری وادی کی سڑکوں پر جگہ جگہ کریک ڈاؤن ہوتے ہیں۔لوگوں کی تلاشیاں لی جاتی ہیں ۔بستیوں کے تلاشی آپریشن کئے جاتے ہیں۔چھاپے ڈالے جاتے ہیں۔ہزاروں کی تعداد میں نوجوانوں کو گرفتار کر لیا جاتا ہے ۔جیلوں سے رہا ہونے والوں کو نئے عتاب کا نشانہ بنایا جاتا ہے ۔انہیں فورسز کیمپوں اور تھانوں میں حاضر کیا جاتا ہے۔اور یہی حال پوری مقبوضہ وادی میں ہوتا ہے ۔بھارت اپنا یوم آزادی بڑے دھوم دھام سے کشمیریوں کو گھروں میں بند کر کے اور ان کی تمام آزادیاں چھین کر مناتا ہے ۔آزادی منانے کے لئے بھارت ہزاروں کشمیریوں کو فوجی کیمپوں پر حاضر ہونے ،نظر بند کرنے اور غلامی کا تصور یاد دلاتا ہے۔اس دن شمالی بھارت میں آزادی پسند ماؤ لوگ یوم سیاہ مناتے ہیں ،کشمیر میں بھی یوم سیاہ کے دوران عام ہڑتال ہوتی ہے اور سیاہ پرچم لہرائے جاتے ہیں ۔عملی طور پر وادی میں سول کرفیو نافذ رہتا ہے۔البتہ 14 اگست کو لوگ عقیدت واحترام میں جگہ جگہ پاکستانی پرچم لہراتے ہیں ۔پاکستانی پرچم کو سلامی دیتے ہیں۔ بازاروں اور رہائشی علاقوں میں بھارتی فورسز کی موجودگی اور جارحیت کے باوجود لوگ چراغاں کرتے ہیں اور دعا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو سلامت رکھے اور کشمیریوں کو بھی آزادی کی نعمت سے مالا مال کرے۔ پاکستان کے لئے بزرگوں نے جن قربانیوں کو پیش کیا ان کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان بنا۔تاریخ میں ایک بڑی ہجرت ہوئی ۔لوگ بے گھر ہوئے ۔لیکن انہیں آزاد وطن میں رہنے کی خوشی تھی۔البتہ وہ تاریخ کا ایک سیاہ دور بھی تھا۔جو مسلمانوں پر 1947ء کو اگست کے مہینے میں گزرا ۔تاریخ میں اسے سیاہ باب کے نام سے درج کیا گیا ہے۔

جن لوگوں نے 1947ء کا قتل عام اور مسلمانوں کے مصائب نہیں دیکھے وہ بھارتی ریاست گجرات اور اس کے بعد آسام، اب دہلی سمیت پورے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام، خواتین کے ساتھ زیادتیوں، لوٹ مار اور اغوا کی داستانیں پڑھ ، دیکھ اور سن چکے ہوں گے۔قیام پاکستان پر جو نفرت انتہا پسند ہندوؤں میں تھی، اس کی گجرات ، سورت اور آسام ، دہلی کے واقعات ایک جھلک ہیں ۔برصغیر سے برطانیہ چلا گیا لیکن اس نے اپنے ایجنٹ یہاں موجود رکھے۔جن لوگوں نے انگریزوں کی مخبریاں اور جاسوسیاں کیں، وہ مربعوں اور باغات سے نوازے گئے۔ان میں اکثریت یہی لوگ آج وڈیرے، جاگیردار، زمیندار ہیں۔جن کو آزادی راس نہ آئی ۔انھوں نے اپنے ہم وطنوں کی آزادی چھین کر اُسے پہلے انگریز اور اب امریکہ کے پاس گروی رکھ چھوڑا ۔یہی لوگ مسلمان کو مسلمان کے خلاف اکسا رہے ہیں ۔ پاکستانی اپنے اسلاف کی قربانیاں فراموش نہیں کر سکتے ہیں۔اگر عوام خبردار ہو جائیں۔اپنے آس پاس کڑی نظر رکھیں۔ذمہ دار شہری کا ثبوت دیں۔تو کسی کی مجال نہیں کہ وہ پاکستان کی سرزمین پر ایک گولی بھی چلا سکے یا ایک دھماکہ کر سکے۔ انگریزوں نے مسلمانوں سے انتقام لیا۔صدیوں تک مسلمانوں نے مشرق اور مغرب پر حکومت کی ۔عدل وانصاف کا بول بالا کیا۔آج حکمرانوں کے طرز حکومت سے ایسا محسوس ہونا چاہیئے کہ یہ ملک بڑی قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے۔

1947ء کو دہلی ، یوپی ، بنگال ، پنجاب، بمبئی، بہار ، کپورتھلہ، فرید کوٹ ، جیند، نابھ، میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہہ گئیں ۔کیا آج حکمرانوں کو اس کا احساس ہے؟ جن سنگھیوں، آر ایس ایس ،شیوسینا، بجرنگ دل والوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔پاکستان کی مدد کو جنگی بیڑہ روانہ کرنے کا دھوکہ دینے والا امریکا بظاہر انسانوں کے حقوق کی بات کرتا ہے لیکن عملی طور پر وہ مسلمانوں کا قتل عام کرانے میں نہ صرف بھارت اور اسرائیل کا ساتھ دے رہا ہے اور دونوں ممالک کو جدید ترین ہتھیار دینے میں مصروف ہے۔وہ بھارت کو پاکستانی حکمرانوں کی کن پٹی پر بندوق رکھ کر افغانستان اور وسط ایشیا تک رسائی دلانے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ پاکستان کی ابھی تک تکمیل نہیں ہوئی۔کشمیر کی غلامی میں پاکستان کی آزادی کا کوئی تصور نہیں ۔کشمیر پالیسی ساز ہاتھی کو سوئیاں چبھونے کے بجائے فیصلہ کن کردار کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔کشمیریوں کو اٹھنے کی ''تم بھی اٹھو اہل وادی'' جیسی صدائیں لگانے والے خود خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں۔کشمیر کے نام کو اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں۔ معاشی و سیاسی استحکام اور باہمی یک جہتی سے کشمیریوں کی آزادی پسندی کے جذبے کی قدر کی جائے۔کشمیر کی آزادی کے لئے عزم اور استقلال کے ساتھ میدان میں آنے کی ضرورت ہے۔یوم استقلال کا تقاضا بھی یہی ہے۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر کو دہلی کے براہ راست کنٹرول میں لے کر کشمیریوں کا قتل عام تیز کر دیا ہے۔حریت پسند قیادت محبوس ہے۔۔ان پر جعلی مقدمات قائم کئے جا رہے ہیں۔ جائیدادوں کو ضبط کیا جا رہا ہے یا دھماکوں سے اڑایا جا رہا ہے۔ نوجوانوں کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔تجارت کو تباہ کر دیا گیا ہے۔میڈیا کو سنسرشپ کا سامنا ہے۔ریاستی دہشگردی کو بے نقاب کرنے پر ریاستی میڈیا کا شکنجہ کس لیا گیا ہے۔غلامی کیا ہوتی ہے، یہ کشمیریوں پر واضح ہے۔ایسے میں پاکستان کا جشن آزادی آ گیا۔غلام قوموں سے آزادی کی قدر وقیمت معلوم کریں۔پاکستانی عوام بھی آزادی کی قدر کریں اور اس کا تحفظ بھی۔دفاعی اور معاشی طور پر طاقت ور اور مضبوط ومستحکم ایٹمی پاکستان ہی کشمیریوں سمیت اس خطے کی غلام ومظلوم قوموں کی آواز بن سکتا ہے۔

غلام اللہ کیانی معروف کشمیری صحافی، دانشور اور کالم نگار ہیں۔کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلامعاوضہ لکھتے ہیں۔

مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کشمیر کے حل کی توقع رکھنا محض حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہے

سید مودودیؒ کشمیر کو پاکستان کا حصہ سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ پاکستان سرکاری اور قومی سطح پر کشمیر کو آزاد کرانے کے لیے جہاد کا اعلان کرے

میرے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ سید علی گیلانی شہیدؒ میری بات توجہ سے سنتے تھے اور اسے اہمیت بھی دیتے تھے

قاضی حسین احمدؒ صحیح معنوں میں مجاہد ملت تھے پوری امت مسلمہ کا درد ان کے دل میں بھرا ہوا تھا

جو ملک اسلام کے نام پر بنا تھا وہاں اسلام کو اجنبی بنا کر رکھ دیا گیا ہے

قیام پاکستان کے وقت مسلمانوں نے اپنے رب سے جو عہد کیا تھا اس عہد سے ہم نے بے وفائی کی اور اس بے وفائی کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے

جناب متین فکری پاکستان کے معروف ادیب، شاعر، مصنف ،صحافی اور دانشور ہیں۔ پاکستان کے نامور اور مایہ ناز شاعر ،ادیب، نقاد اور مزاح نگار مرحوم سید ضمیر جعفری نے 1997ء میں متین فکری صاحب کا تعارف چند الفاظ میں اس طرح کیا ہے کہ کہہ سکتے ہیں کہ واقعی سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے ،لکھتے ہیں" جناب متین فکری ایک فکر انگیز شاعر، نثر نگار اور شفاف ذہن کے صحافی کی حیثیت سے ملک کے ادبی اور صحافتی حلقوں میں عزت و احترام کے ایک بہت بلند مقام پر فائز ہیں ۔وہ ان کمیاب اہل قلم میں سے ہیں کہ ادب اور صحافت کے دونوں قبیلوں میں ان کے مداحوں کا بڑا کثیر حلقہ موجود ہے۔ وہ ہمارے ان شعراء میں سے ہیں جن کا شعر عصری زندگی کی دھوپ چھاوں کی سچی عکاسی اور ترجمانی کرتا ہے اور وہ ہمارے ان صحافیوں میں سے ہیں جن کی نظر کشادہ ہے اور مسائل کو غیر جانبدارانہ انداز میں پرکھنے کی صلاحیت اتم درجے پر رکھتے ہیں پھر قدرت نے ان کو ایک اور بے بہا نعمت یہ عطا کر رکھی ہے کہ ان کے ذہن میں نہ کوئی سلوٹ ہے اور نہ ان کی تحریر میں کوئی جھول ۔ بہت کم ادیب ہیں جو اپنے نقط نگاہ کو اتنی سلاست کے ساتھ، اتنی طاقت اور تاثیر کے ساتھ قاری میں منتقل کر سکیں" اسی طرح برصغیر کے ممتاز کالم نگار اور صحافی ہارون الرشید جناب متین فکری کی زندگی کا احاطہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ "متین فکری الفاظ سے زیادہ عمل کے آدمی ہیں ۔۔اپنے کام کا سلیقہ رکھنے والے آدمی ہیں ۔۔وقت جیسے قیمتی متاع کو بے دردی سے لٹانے والے ذہنی مفلسوں اور منتشر اذہان کے ہجوم میں متین فکری ان لوگوں میں سے ایک ہیں ،جو اپنے شب و روز کا حساب رکھتے ہیں اور ہر دن کے ساتھ جن کے خیال وفکر کا خزانہ وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے ۔متین فکری اسی دنیا کا آدمی ہے ۔اس کی ایک ذات، نسل اور قبیلہ بھی ہے لیکن وہ ان سب بندھنوں سے اوپر اٹھ کر سوچ سکتا ہے کہ وہ ایک آزاد آدمی ہے ۔بظاہر وہ بہت دھیمی رفتار کا

آدمی ہے، لیکن اس نے ذہن رسا پایا ہے ۔اس سے بھی زیادہ یہ کہ وہ راست فکر آدمی ہے ۔واضح خیالات اور مربوط شخصیت کا آدمی ۔ان کی جرات مندانہ اور گرہ کشا تحریریں بے نفسی کی ایسی شہادت ہیں جو مجھے یقین ہے کہ روز جزا اس کے دائیں ہاتھ میں ہونگی"

ماہنامہ کشمیر الیوم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ روزنامہ جنگ سے ریٹائرمنٹ کے بعد، متین فکری اس جریدے کے بانی ایڈیٹر ہیں ۔2009 تک اس کے ایڈیٹر رہے ۔متین فکری نے تحریک آزادی کشمیر کیلئے قلمی و علمی محاذ پر بے انتہا کام کیا ۔انہیں اگر تحریک آزادی کشمیر کا ترجمان بھی کہا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔انہیں اس بات کا بڑا دکھ ہے کہ پاکستانی حکمرانوں کو کشمیر کی آزادی کیلئے جو کچھ کرنا چاہیئے تھا وہ کردار انہوں نے ادا نہیں کیا۔ وہ برملا اپنی تحریروں میں اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور پاکستانی حکمرانوں کو یہ احساس دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ کشمیر کی آزادی کے بغیر تقسیم برصغیر کا ایجنڈا نامکمل ہے۔ کچھ ہفتے پہلے ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی ذات اور ارد گرد کی صورتحال پر کچھ گفتگو ہوئی ۔جسے قارئین کی خدمت میں من وعن پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے ۔(شیخ محمد امین، فاروق احمد)

س: آپ کے خاندان نے کب پاکستان کی طرف ہجرت کی ۔آپ نے کس عمر میں مہاجر بننے کا اعزاز حاصل کیا

ج: ہم لوگ متحدہ ہندوستان کے شہر الہ آباد کے رہنے والے ہیں ۔اس شہر کو اکبر الہ آبادی کی شاعری اور علامہ اقبال کے خطبات کی نسبت سے خصوصی شہرت حاصل تھی۔اس شہر پر اسلامی تہذیب وثقافت کا غلبہ تھا۔اور ہندو بھی اس رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔نہرو خاندان بھی اسی شہر کی شناخت کا باعث تھا۔کشمیری پنڈتوں کا یہ خاندان کشمیر سے آ کر یہاں آباد ہوا تھا اور انڈین کانگریس میں اپنی اہمیت کے سبب اسے ممتاز مقام حاصل تھا۔نہرو خاندان کے مسلمانوں سے نہایت خوشگوار مراسم تھے۔اوران کی بود وباش پر بھی اسلامی چھاپ لگی ہوئی تھی۔میرے والد بتاتے ہیں پنڈت جواہر لال نہرو اپنے مہمانوں کو رخصت کرتے ہوئے ہمیشہ "خدا حافظ" کہتے تھے۔ ان کی بہن وجے لکشمی پنڈت کا ایک مسلمان سے معاشقہ بہت مشہور ہے یہ خاتون اسلام قبول کرنے اور مسجد میں نکاح پڑھوانے پر آمادہ ہوگئی تھیں۔لیکن گاندھی جی کو جونہی اس کی خبر ہوئی انہوں نے ہنگامہ کر دیا اور ایسا چکر چلایا کہ یہ شادی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد وجے لکشمی پنڈت کو امریکہ میں سفیر بنا کر بھیج دیا گیا۔

ہندوستان اگست 1947ء میں تقسیم ہوا اس وقت میری عمر چھ سال کے قریب تھی لیکن ہم لوگ پاکستان بننے کے تین سال بعد 1950ء میں لاہور آئے۔اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ الہ آباد میں تقسیم کے وقت کوئی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا۔میرے بڑے بھائی ریلوے میں ملازم تھے اور ان کے محکمے نے ان سے پوچھا کہ وہ الہ آباد میں رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان جانا چاہتے ہیں۔انہوں نے پاکستان کے حق میں رائے دی تھی۔ چنانچہ ان کا لاہور تبادلہ کر دیا گیا اور وہ 1948 میں لاہور آ گئے۔پھر انہوں نے 1950 میں پورے خاندان کا پرمٹ بنوا کر بھیجا اور ہم سب لوگوں نے لاہور ہجرت کی۔ اس زمانے میں ابھی انتقال آبادی کا عمل جاری تھا اور بھارت و پاکستان کے درمیان ویزہ سسٹم رائج نہیں ہوا تھا بلکہ لوگ خصوصی اجازت ناموں کے ذریعے آ جا رہے تھے۔

س: اپنے تعلیمی سفر کے حوالے سے کچھ بتائیے،صحافت کی دنیا میں کب قدم ڈالا؟

ج: میری تعلیم کا سلسلہ تو الہ آباد میں ہی شروع ہو گیا تھا اور وہاں مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہا تھا پھر لاہور آ گیا۔اسکول کالج اور یونیورسٹی کے مراحل سے گزرا۔دوران تعلیم ہی مضمون نگاری بھی شروع کر دی تھی میرے مضامین اس زمانے کے مشہور ہفتہ روزہ چٹان میں شائع ہوتے تھے جو نامور ادیب وشاعر آغا شورش کاشمیری کی ادارت میں نکلتا تھا۔میرے مضامین نہایت سنجیدہ اور پرمغز حوالوں پر مشتمل ہوتے تھے جن کو میں پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں بیٹھ کر بڑی محنت سے تیار کرتا تھا۔اور یہ مضامین میں بذریعہ ڈاک چٹان کو بھیجتا تھا۔میری آغا صاحب سے ابھی تک ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ایک دن میری شامت آئی تو آغا صاحب سے ملنے چٹان کے دفتر پہنچ گیا اس وقت میں بیس سال کا نوجوان تھا لیکن صحت اتنی کمزور تھی کہ سترہ اٹھارہ سال کا نظر آتا تھا۔آغا صاحب نے مجھے دیکھتے ہی پوچھا ''لڑکے کیا کام ہے؟ میں نے کہا، میرا نام متین فکری ہے اور میں آپ کے رسالے کے لئے مضامین لکھتا ہوں'' وہ یہ سن کر ہنسے اور چٹان کے مینجنگ ایڈیٹر خواجہ صادق کو جو ان کے برادر نسبتی تھے آواز دیتے ہوئے کہا ''یہ لڑکا علامہ متین فکری بن رہا ہے اس کی خبر لو'' خواجہ صاحب میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی میز پر لے گئے اور کہا برخوردار تمہیں علامہ صاحب بننے کی کیا ضرورت پیش آئی ہے میں نے کہا میں ہی متین فکری ہوں۔آپ میرا امتحان لے لیجئے۔انہوں نے میرا تازہ ارسال کردہ مضمون میز کی دراز سے نکالا اور پوچھا تم نے کون سا مضمون بھیجا تھا اس کا عنوان کیا ہے مجھے مضمون زبانی یاد تھا میں نے فر فر سنا دیا اس پر وہ حیران ہوئے لیکن انہیں یقین آ گیا کہ میں ہی متین فکری ہوں۔انہوں نے آغا صاحب سے کہا کہ یہی لڑکا متین فکری ہے اس پر آغا صاحب نے مجھے سمجھایا کہ اتنے مشکل اوراق مضامین لکھنے کی ضرورت نہیں ہلکے پھلکے اور دلچسپ مضامین لکھا کرو تا کہ تمہاری لکھنے کی صلاحیت نشوونما پائے۔میں نے ان کی یہ بات پلے باندھ لی۔میں نے اپنے صحافتی کیئریر کا باقاعدہ آغاز ہفتہ روزہ ''ایشیا'' سے کیا جس کے ایڈیٹر برصغیر کے نامور صحافی ادیب وشاعر ملک نصر اللہ خان عزیز تھے۔ان کی زباندانی کے لیے یہ واقعہ ہی کافی ہے کہ وہ لاہور سے جا کر بجنور کے سہ روزہ ''مدینہ'' کے مدیر ہوئے جس کی ادارت بعد میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بھی کی۔میں نے جب ایشیا میں ملازمت کے لیے درخواست دی تو ملک نصر اللہ خان عزیز اگرچہ اس کے مدیر اعلیٰ تھے لیکن یہ پرچہ ممتاز افسانہ نگار اور ادیب محترم جیلانی بی اے کی ادارت میں نکل رہا تھا اور وہی اس کے کرتا دھرتا تھے۔انہوں نے مجھے ایشیا کے دفتر میں بلایا اور بات چیت کے بعد سمن آباد میں ملک نصر اللہ خان عزیز کے پاس بھیج دیا۔انہوں نے ٹھونک بجا کر میرا انٹرویو لیا اور ایشیا کے نائب مدیر کی حیثیت سے میری تقرری کی منظوری دے دی۔میں ہفتہ روزہ ایشیا میں کم وبیش دس سال تک کام کرتا رہا اس کے بعد جیلانی صاحب ہی کی کوششوں سے روزنامہ جنگ

راولپنڈی میں بطور سب ایڈیٹر میرا تقرر ہو گیا اور میں لاہور سے راولپنڈی آ گیا۔ 1970 میں لاہور میں شادی ہو چکی تھی راولپنڈی میں میری آمد کا سال 1975 ہے۔ میں جنگ اخبار میں مختلف حیثیتوں میں کام کرتا رہا۔ 2001 میں ۔۔میں نے ریٹائرمنٹ لے لی۔ اس کے بعد سات آٹھ سال تحریک آزادی کشمیر کے ترجمان جریدے سے وابستہ رہا جو میرے زمانے میں ہفت روزہ تھا اس کے بعد اب وہ ماہنامہ کشمیرالیوم کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے بعد جسارت میں کالم لکھ رہا ہوں۔

س: سید مودودی رحم اللہ سے کب پہلی ملاقات ہوئی۔۔۔ آپ نے سید مودودی رحم اللہ کی قربت میں بھی کچھ وقت گزارا ہے۔۔ کچھ یادگار لمحات اس سفر کے۔۔ :رکن جماعت کب بنے؟

ج: سید مودودیؒ سے میری ملاقات ہفت روزہ ایشیا میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران ہوئی۔ سید صاحب نماز عصر کے بعد عام لوگوں سے ملاقات کرتے تھے اور جس کوٹھی میں وہ رہائش پذیر تھے وہیں جماعت اسلامی کے مرکزی دفاتر بھی تھے۔ سید صاحب نماز عصر کے بعد کوٹھی کے سبزہ زار میں ایک آرام کرسی پر بیٹھ جاتے تھے اور ان کے دونوں اطراف میں کرسیاں لگا دی جاتی ہیں جن پر آنے والے بیٹھتے تھے۔ یہیں میں نے سردار عبدالقیوم خان، علامہ احسان الٰہی ظہیر، ائر مارشل اصغر خان، نواب مشتاق احمد گورمانی اور بہت سے دیگر اکابرین کو سید صاحب سے ملاقات کرتے دیکھا۔ مجھے یاد ہے کہ 1970 میں آزاد کشمیر کے صدارتی انتخابات میں جب مسلم کانفرنس کے سربراہ سردار عبدالقیوم خان کو کامیابی ملی تو وہ اپنی پہلی فرصت میں مظفر آباد سے لاہور آئے اور عصری مجلس میں سید مودودیؒ سے ملاقات کی۔ ان کی کامیابی کی خبر پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ اس لئے سید صاحب نے ان کا پر جوش خیر مقدم کیا اور صدارتی انتخاب میں ان کی کامیابی پر انہیں مبارکباد دی۔ سردار صاحب کہنے لگے کہ یہ کامیابی صرف میری نہیں بلکہ آپ کی اور جماعت اسلامی کی کامیابی بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم کانفرنس آزاد کشمیر میں وہی کام کر رہی ہے جو جماعت اسلامی پاکستان میں کر رہی ہے۔ سید صاحب نے سربلا کر ان کی تائید کی لیکن پھر جب کافی عرصہ بعد آزاد کشمیر میں جماعت اسلامی قائم کی گئی تو مسلم کانفرنس اور جماعت اسلامی کے درمیان فاصلہ پیدا ہو گیا۔ مجھے سید مودودیؒ کے ساتھ سفر کرنے کا بھی اتفاق ہوا جب جنرل ایوب خان کے خلاف متحدہ اپوزیشن کی بحالی جمہوریت کی تحریک چل رہی تھی تو سید مودودیؒ نے اس سلسلے میں کئی شہروں کا دورہ کیا تھا۔ جماعت کے دیگر رفقاء اور صحافیوں کے ساتھ میں بھی سید صاحب کا رفیق سفر رہا۔ مجھے یاد ہے کہ ان جلسوں میں سید مودودیؒ واحد مقرر کی حیثیت سے خطاب کرتے تھے۔ یہ جلسے بالعموم رات میں عشاء کے بعد ہوتے تھے اور دیر تک جاری رہتے تھے۔ سرگودھا میں ایک جلسہ تھا جس کی صدارت مسلم لیگ کے نواب زادہ افتخار انصاری نے کی تھی مجھے یاد ہے اس جلسے میں سید مودودیؒ نے جنرل ایوب خان کی معاشی پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے غالب کا یہ شعر پڑھا تھا

قرض کی پیتے تھے مے اور سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

اس زمانے میں امریکی ڈالر چھ روپے میں آتا تھا اور اپوزیشن اس بات پر معترض تھی کہ یہ چھ روپے کا کیوں ہے اسے تو ایک روپے کا ہونا چاہیے اندازہ کیجئے کہ اب یہی ڈالر تین سو روپے سے زیادہ ہے اور ہماری آنکھیں بند ہیں۔ رکن جماعت تو میں بہت بعد میں غالباً 1980 کی دہائی میں روزنامہ جنگ کی ملازمت کے دوران بنا۔

س: سید کی جماعت اور آج کی موجودہ جماعت میں کچھ فرق یا کچھ تبدیل نہیں ہوا ہے؟

ج: سید مودودیؒ کی جماعت اسلامی اور آج کی جماعت اسلامی میں فرق بہت واضح ہے اس زمانے میں اہل علم کی ایک کہکشاں تھی جو جگمگا رہی تھی اس زمانے میں جماعت اسلامی کا نظریاتی لٹریچر تیار ہوا جو آج تک کارکنوں کی رہنمائی کر رہا ہے اور جماعت اسلامی کو دوسری جماعتوں کے مقابلے میں ایک ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔ اس لٹریچر نے جماعت اسلامی کو تحریک اسلامی کی شکل دی ہے اور یہ تحریک پوری دنیا میں جاری ہے۔ اسلاموفوبیا کے مقابلے میں اس تحریک کی مقبولیت بڑھ رہی ہے اور بہت اہم لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ موجودہ اور آنے والی صدی یورپ میں اسلام کی صدی ہے اس کو جتنا دبایا جائیگا اتنا ہی یہ پھیلے گا لیکن افسوس! مسلمان ملکوں میں کوئی ایسی قیادت موجود نہیں ہے جو احیائے اسلام کے عمل کو آگے بڑھا سکے۔ پاکستان کا حال بھی بہت پتلا ہے۔

جو ملک اسلام کے نام پر بنا تھا وہاں اسلام کو اجنبی بنا کر رکھ دیا گیا ہے، ہم اسلام کی رسی کو تھام کر ہی ترقی کی منزلیں طے کر سکتے تھے۔ اسے چھوڑنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کا وجود

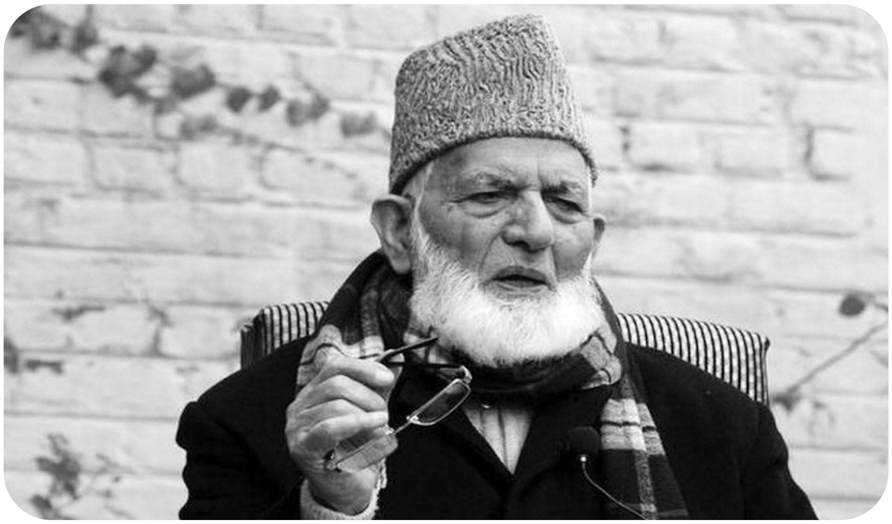

ایک سوالیہ نشان بن گیا ہے اور کرپشن نے اس کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔مختصر یہ کہ قیام پاکستان کے وقت مسلمانوں نے اپنے رب سے جو عہد کیا تھا اس عہد سے بے وفائی کی اور اس بے وفائی کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے پاکستان اقوام عالم میں ذلیل ہو رہا ہے۔

س: کشمیر کے حوالے سے سید مودودیؒ کے کیا جذبات تھے؟

ج : کشمیر کے حوالے سے سید مودودیؒ کے جذبات بہت شدید تھے وہ اسے پاکستان کا حصہ سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ پاکستان سرکاری اور قومی سطح پر کشمیر کو آزاد کرانے کے لیے جہاد کا اعلان کرے وہ پرائیویٹ جتھوں کی طرف سے مقبوضہ کشمیر میں جہاد کو شرعاً درست نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان پر جہاد کشمیر کے خلاف فتویٰ دینے کا الزام لگایا گیا اور خود حکومت نے ان کے خلاف پروپیگنڈا کیا، حالانکہ سید مودودیؒ جہاد کے ذریعے مقبوضہ کشمیر کو آزاد کرانے کے پرجوش حامی تھے۔انہوں نے 1965 کی جنگ میں جنرل ایوب خان کی حمایت کا غیر مشروط اعلان کیا تھا لیکن جب وہ تاشقند میں مذاکرات کی میز پر مسئلہ کشمیر سے پیچھے ہٹ گئے تو سید مودودیؒ نے اس پر کڑی تنقید کی۔

س : آپ کا شہید سید علی گیلانیؒ کے ساتھ ایک قریبی تعلق تھا۔آپ ان کے ساتھ کھل کر والہانہ محبت کا اظہار بھی کرتے تھے۔کوئی خاص وجہ

ج: سید گیلانی شہید کے ساتھ بالمشافہ ملاقات تو نہیں ہوئی البتہ ان سے ٹیلیفون پر رابطہ ضرور رہا۔میرے لیے یہ بات باعث فخر ہے کہ وہ میری بات توجہ سے سنتے تھے اور اسے اہمیت دیتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جنرل پرویز مشرف کے دور میں امریکا کے دباؤ پر مسئلہ کشمیر کو سائیڈ لائن کر کے بھارت سے دوستی کی باتیں شروع ہوئیں اور سرینگر تا مظفر آباد دوستی بس کا منصوبہ بنایا گیا تو مشرف حکومت کی شدید خواہش تھی کہ پہلی بس میں دیگر کشمیری رہنماؤں کے ساتھ سید گیلانی بھی ضرور آئیں تا کہ اس منصوبے کا اعتبار و اعتماد قائم ہو سکے۔جماعت اسلامی بھی اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھی اور وہ گیلانی صاحب کی پاکستان آمد کو بہت مفید سمجھتی تھی اس کے لیڈروں نے گیلانی صاحب سے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے ان پر زور دیا کہ وہ دوستی بس کے ذریعے پاکستان ضرور آئیں۔ پاکستانی عوام ان کے شدت سے منتظر ہیں اور انہیں اپنے درمیان دیکھنا چاہتے ہیں۔ابھی یہ بحث چل رہی تھی اور گیلانی صاحب گومگو کی کیفیت میں تھے کہ میں نے انہیں ایک خط لکھ دیا جس میں ان کی متوقع آمد پر میں نے غیر معمولی مسرت کا اظہار کیا تھا لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا تھا کہ دوستی بس دراصل امریکی منصوبہ ہے جس کا مقصد مسئلہ کشمیر کو نظر انداز کر کے بھارت کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو فروغ دینا ہے۔کیا آپ اس منصوبے کا حصہ بننا پسند کریں گے؟ میرا خط انہیں موصول ہوا تو انہوں نے فوراً حریت کانفرنس کی مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کر لیا جس میں اس خط پر غور کیا گیا اور بالآخر یہی طے پایا کہ گیلانی صاحب دوستی بس کے ذریعے مظفر آباد نہیں جائیں گے۔گیلانی صاحب خود کو پاکستانی سمجھتے تھے اور انہیں بھارتی پاسپورٹ پر پاکستان آنا کسی صورت گوارہ نہ تھا۔ ان کے انکار کی بنیادی وجہ یہ بھی تھی۔ بہر کیف دوستی بس کا جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔گیلانی صاحب کی زندگی کا منشور علامہ اقبال کے اشعار میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناراض
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

گیلانی صاحب جب تک زندہ رہے امید کی شمع اپنے دل میں فروزاں رکھی۔ایک مومن کی حیثیت سے وہ کبھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوئے یہی امید کی شمع آج کشمیریوں کے دل میں فروزاں ہے اور وہ بھارتی جبر کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔

س : آپ کی طویل صحافتی خدمات ہیں، کشمیر کی موجودہ صورتحال پر آپ کیا تبصرہ کریں گے، آپ کے خیال میں کس پاکستانی سیاست دان کو مسئلہ کشمیر کے حوالے سے مخلص، سنجیدہ اور کمیٹڈ پایا؟

ج: میرے خیال میں صرف قاضی حسین احمدؒ ہی وہ سیاستدان ہیں جو مسئلہ کشمیر پر انتہائی سنجیدہ، مخلص اور کمٹڈ تھے۔وہ سمجھتے تھے کہ صرف جہاد کے ذریعے ہی کشمیر کو آزاد کرایا جا سکتا ہے۔وہ صحیح معنوں میں مجاہد ملت تھے پوری امت مسلمہ کا درد ان کے دل میں بھرا ہوا تھا۔ سابق سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو وہ پہلے لیڈر تھے جو افغان عوام کی مدد کو پہنچے، انہوں نے بار بار کابل کا خفیہ دورہ کیا۔افغان مجاہدین کو منظم کیا، پشاور میں اپنا مکان ان کے لیے وقف کر دیا۔جنرل ضیاء الحق تو بہت بعد میں اس میں شامل ہوئے، بعد میں ہماری ناقص پالیسیوں کی وجہ سے امریکہ نے افغان جہاد کو ہائی جیک کر لیا۔لیکن روس کے خلاف افغان جہاد کو منظم کرنے کا سہرا قاضی حسین احمد کے سر بندھتا ہے۔وہ مقبوضہ کشمیر میں بھی جہاد کو اسی انداز سے منظم کرنا چاہتے تھے، سب سے پہلے نواز

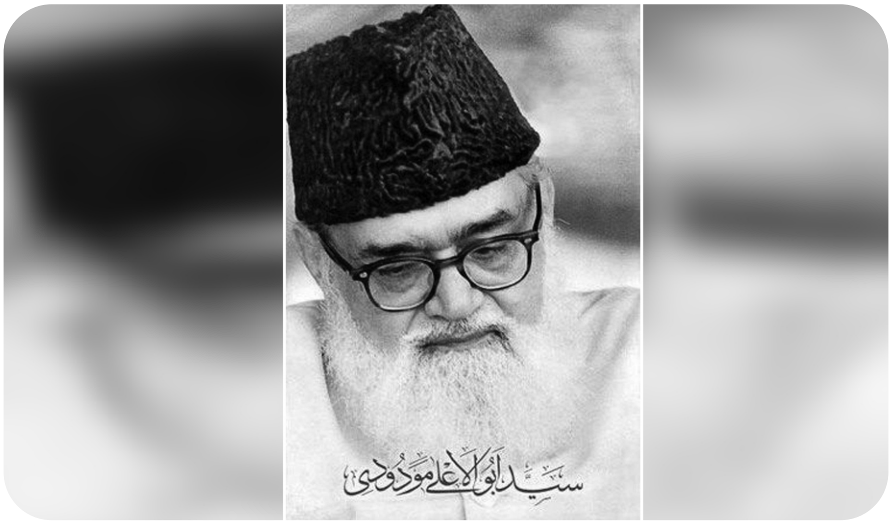

شریف نے جو اس وقت وزیر اعظم تھے ان کوششوں کو سبوتاژ کیا، پھر جنرل پرویز مشرف نے امریکہ کے دباؤ پر جہاد کشمیر پر پابندیاں لگائیں۔۔۔اس طرح مقبوضہ کشمیر میں جدوجہد آزادی میں کمزوری کے ذمہ دار ہم لوگ خود ہیں، قاضی حسین احمدؒ نے اپنی کوششوں میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین

س: بعض مبصرین کے خیال میں کشمیر پر پاکستان کی کمزور پالیسی نے الحاق پاکستان کی آپشن کو کافی حد تک کمزور کیا ہے، کیا پاکستان کشمیر کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے؟

ج: پاکستان نے مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے متعدد مواقع ضائع کیے ہیں اور یہ مواقع وہ تھے جن میں پاکستان اپنی طاقت کو بروئے کار لاکر ریاست جموں وکشمیر کو اپنا حصہ بنا سکتا تھا لیکن پاکستانی قائدین نے اپنی بے تدبیری سے یہ مواقع ضائع کردیے۔سب سے پہلا موقع تو وہ تھا جب تقسیم ہندوستان کے فوراً بعد کشمیری عوام اپنی آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور قبائلی مجاہدین بھی ان کی مدد کو آپہنچے تھے۔کشمیر کو ہاتھ سے جاتا دیکھ کر بھارت جنگ بندی کی اپیل لے کر اقوام متحدہ پہنچ گیا تھا اس نے عالمی ادارے کو یقین دلایا کہ حالات معمول پر آتے ہی کشمیری عوام کو حق خودارادی کے ذریعے انہیں ان کا جائز حق دیدیا جائیگا۔پاکستانی قیادت دوراندیش ہوتی تو بھارت کے جھوٹے دعوے پر اعتبار کرنے کے بجائے جنگ اس وقت تک جاری رکھتی جب تک سرینگر پر پاکستان کا قبضہ نہ ہو جاتا، بھارت اس وقت نہایت کمزور پوزیشن میں تھا۔پاکستان سرینگر ائرپورٹ پر قبضہ کرکے بھارت کی کشمیر پر قبضے کی کوشش ناکام بنا سکتا تھا لیکن پاکستانی قیادت کے پاس کشمیر کو آزاد کروانے کی کوئی پلاننگ نہ تھی وہ بھارت کے جال میں آ گئی۔دوسرا موقع 1962 میں چین نے پاکستان کو فراہم کیا جب چین اور بھارت کے درمیان سرحدی جھڑپیں جاری تھیں اور بھارت کی فوج چین کے ساتھ الجھی ہوئی تھی ایسے میں چین کے وزیر اعظم چواین لائی نے صدر جنرل ایوب خان کو پیغام بھیجا تھا کہ ہم نے بھارتی فوج کو انگیج (Engage) کر رکھا ہے تم فوج کشی کرکے کشمیر کو بھارتی قبضے سے چھڑا لو۔اس پیغام کی سن گن برطانیہ اور امریکہ کو لگ گئی۔ان کے سفارتی نمائندوں نے صدر ایوب کو گھیر لیا اور انہیں یہ پٹی پڑھائی کہ وہ فوجی آپریشن نہ کریں ہم بات چیت کے ذریعے مسئلہ کشمیر حل کرادیں گے۔صدر ایوب ان کے فریب میں آ گئے اور بھارت کے ساتھ وزرائے خارجہ کی سطح پر مذاکرات کا آغاز ہو گیا، پاکستان کی طرف سے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو اور بھارت کی طرف سے وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ اپنے اپنے وفود کی قیادت کر رہے تھے۔یہ لایعنی مذاکرات چھ ماہ تک جاری رہے اس دوران بھارت چین سرحد پر حالات معمول پر آ گئے اور پنڈت نہرو نے مذاکرات ختم کرنے کا اعلان کردیا۔ممتاز نومسلم دانشور علامہ محمد اسد نے اپنی یادداشتوں میں انکشاف کیا ہے کہ جنگ بندی کے بعد پاک فوج کے چند افسروں نے پونچھ کے راستے بھارت کو کشمیر سے بیدخل کرنے کی پلاننگ کی تھی اس سیکٹر میں بھارت کی پوزیشن بہت کمزور تھی اور وہ پاک فوج کی یلغار کا سامنا نہیں کرسکتا تھا لیکن قبل اس کے کہ فوج پیش قدمی کرتی بھارت کو اپنے انٹیلی جنس ذرائع سے پاک فوج کی خفیہ نقل وحرکت کا پتہ چل گیا اس نے حملے کو رکوانے کے لئے برطانیہ سے رابطہ کیا۔برطانیہ نے سر ظفر اللہ خان کے ذریعے وزیر اعظم لیاقت علی خان پر دباؤ ڈالا۔واضح رہے کہ سر ظفر اللہ لیاقت کابینہ میں وزیر خارجہ تھے۔علامہ اسد نے لکھا ہے کہ اس حملے کے منصوبہ ساز میجر جنرل حمید تھے وہ لیاقت علی خان کے حکم سے اتنے دلبرداشتہ ہوئے کہ فوج چھوڑ کر گھر چلے گئے۔میں نے فوجی طاقت کے ذریعہ کشمیر بازیاب کرانے کے تین تاریخی مواقع کا ذکر کیا ہے جبکہ اس کے علاوہ بھی کئی مواقع ایسے آئے جب کشمیر کو بزور قوت آزاد کرایا جاسکتا تھا لیکن پاکستان کی عسکری قیادت ہمت نہ کرسکی اور وہ مواقع ضائع ہو گئے۔البتہ جنرل ضیاء الحق سے امید تھی کہ وہ یہ کام کر گزریں گے اس پر انہوں نے کام بھی شروع کیا تھا کہ امریکا نے انہیں طیارے کے حادثے میں مروادیا۔ایک اور موقع اس وقت آیا جب کشمیر میں جہاد کو فروغ حاصل ہوا۔افغانستان سے سوویت یونین کی بصد رسوائی پسپائی کے بعد مجاہدین کشمیر کے حوصلے بلند تھے کہ وہ بھارت کو بھی اس طرح مقبوضہ کشمیر سے نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن امریکہ میں نائن الیون برپا ہو گیا اور سارا منظر نامہ ہی بدل کر رہ گیا۔تاہم یہ غنیمت ہے کہ جہاد کشمیر سے پاکستان کی لاتعلقی کے باوجود مقبوضہ کشمیر میں جہاد اب بھی کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے اور کشمیری عوام بھارت کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔اس سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ حالات کسی وقت بھی پلٹا کھا سکتے ہیں۔قرآن کا یہی پیغام ہے کہ ہمیں کسی حال میں بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔سید علی گیلانیؒ بھی اپنی جدوجہد سے یہی پیغام دے گئے ہیں، انہیں کشمیر کی آزادی کا ایسا ہی یقین تھا جیسے سورج کے مشرق سے نکلنے

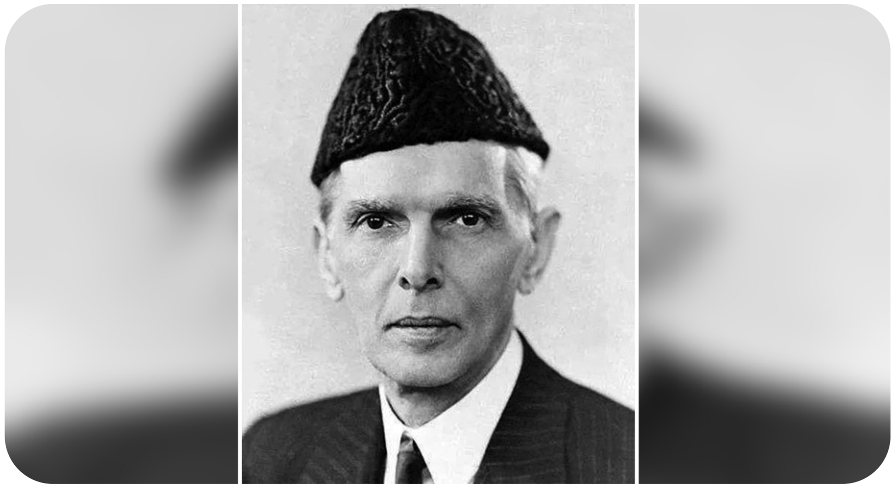

کا۔اس لیے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

س: پاکستان ہمیشہ بھارت کے ساتھ غیر مشروط بات چیت کے لیے تیار رہے،موجودہ حالات میں کیا کشمیر کے سلگتے مسئلے کوحل کرنے کے لیے ابھی بھی کوئی امکان نظر آرہا ہے جبکہ پاکستان اور بھارت کے درمیان مذاکرات کے سو سے زائد ادوار گذر چکے ہیں جن سے کوئی نتیجہ آج تک سامنے نہیں آیا؟

ج: آپ نے پوچھا ہے کہ کیا مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کشمیر کا حل نکالا جا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کشمیر کے حل کی توقع رکھنا محض حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پاکستان اور بھارت کے درمیان سیکڑوں بار مذاکرات ہو چکے ہیں لیکن ان میں کشمیر تو کیا کشمیر کا کاف بھی زیر بحث نہیں آیا۔ بھارت ابتدا ہی میں یہ کہہ دیتا ہے کہ کشمیر اس کا اٹوٹ انگ ہے اس پر بات نہیں ہوسکتی البتہ دونوں ملکوں کے درمیان اعتماد سازی پر بات ہونی چاہیے۔اس طرح کشمیر کو چھوڑ کر دیگر موضوعات پر مذاکرات چلتے رہتے ہیں لیکن اس کا بھی کبھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا اس لیے کہ دونوں ملکوں کے درمیان بے اعتمادی کی اصل وجہ مسئلہ کشمیر ہے جب تک یہ وجہ دور نہیں ہوتی بے اعتمادی برقرار رہے گی۔ یاد رکھیے مسئلہ کشمیر کبھی مذاکرات سے حل نہیں ہوگا یہ صرف اور صرف طاقت سے حل ہوسکتا ہے ۔ اگر پاکستان کے بازوؤں میں طاقت ہے اور وہ بھارت سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتا ہے تو مسئلہ کشمیر آج حل ہوسکتا ہے۔

س:او آئی سی (OIC) آج تک کشمیر مسئلے پر صرف قرادادیں اوراعلامیے پاس کرتی رہی ہیں، کیااس سے بڑھ کر اوآئی سی کوئی کردار ادا کرسکتی ہے؟

ج:اوآئی سی کے بارے میں اتنا عرض کردوں کہ جس طرح تمام مسلمان ممالک امریکہ کے زیر اثر ہیں اسی طرح ان کی یہ تنظیم بھی امریکہ کے اثر میں ہے اور وہی اس کی پالیسیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔اوآئی سی کو امریکہ نے جتنی آزادی دے رکھی ہے اتنی آزادی یہ تنظیم خوب بروئے کار لا رہی ہے۔ فلسطین اور کشمیر کے معاملے میں اسے معلوم ہے کہ اس کی حدود کیا ہیں اور وہ ان مسائل میں کس حد تک اپنی آزادی برت سکتی ہے۔ اس لیے کشمیر کے معاملے میں اس سے کسی مئوثر کردار کی توقع رکھنا ایک لایعنی بات ہے۔ ہاں اگر یہ صحیح معنوں میں ایک آزاد وخودمختار تنظیم ہوتی تو یہ بھارت کا سفارتی و اقتصادی بائیکاٹ کرکے اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرسکتی تھی۔ فلسطین کے معاملے میں بھی یہ تنظیم شدید منافقت کا شکار ہے،اس کے متعدد رکن ممالک اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرچکے ہیں یا خفیہ طور پر رابطے میں ہیں حتیٰ کہ سعودی عرب بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ وہ بس زبانی فلسطینی مسلمانوں کی حمایت کرتے ہین ورنہ ان کے دل یہودیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ بھارت نے سفارتی سطح پر عرب ملکوں میں بڑا کام کیا ہے اس نے وہاں زیادہ تر مسلمان سفیر تعینات کیے ہیں جو عربی جانتے ہیں اور عرب عوام کے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں۔وہ انہیں یہ بتاتے رہتے ہیں کہ بھارت میں مسلمانوں کی تعداد پاکستان سے زیادہ ہے اور وہ اپنے مذہب کے مطابق سکون کی زندگی گزارر ہے ہیں اسی طرح کشمیری مسلمان بھی بھارت کے ساتھ خوش ہیں۔ یہ پاکستان ہے جس نے کشمیر کا مسئلہ شروع کررکھا ہے اور دنیا کو گمراہ کررہا ہے۔ان ملکوں میں ہندوؤں کے ساتھ بھارتی مسلمانوں کی بڑی تعداد کام کررہی ہے وہ بھی اپنے ملک کی مثبت تصویر پیش کرتے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں ان ملکوں میں پاکستانی سفیر تعینات کیے جاتے ان میں اکثر کو عربی نہیں آتی۔ وہ عرب عوام سے کیا وہاں کام کرنے والے پاکستانیوں سے بھی رابطہ نہیں رکھتے۔اس طرح پاکستان نے خود عرب ملکوں میں اپنا کیس ہار دیا ہے۔عرب عوام کو مسئلہ کشمیر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور یہی عدم دلچسپی عرب حکومتوں کو بھی ہے۔

☆کشمیرالیوم کے قارئین کیلئے آپ کا پیغام

ج: کشمیر الیوم ایک نظریاتی پرچہ ہے۔میرا کشمیر الیوم کے قارئین کے لیے یہی پیغام ہے کہ وہ اس کے نظریے کے ساتھ جڑے رہیں اور اپنے دل میں امید کا نغمہ گنگناتے رہیں کہ

یہ نغمہ فصل گِل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لاالہ الااللہ

☆☆☆

معرکہ کربلا آج بھی برپا ہے!

مشہور شاعر فرزدق کوفہ سے آتے ہوئے راستے میں حضرت حسینؓ سے ملا۔ اس نے کہا: حضرت! کوفہ والوں کے دل آپ کے ساتھ اور تلواریں یزید کے ساتھ ہیں۔نواسہ رسول ﷺ نے کلمہ حق بلند کرنے کے لئے تلواروں کی پرواہ نہیں کی۔ بہت بڑی قربانی دے کر ثابت کردیا کہ نااہل کی حکومت تسلیم نہیں کی جاسکتی۔اہل حق کی تعریف آج بھی کی جاتی ہے،مگر حمایت یزیدوں کے ساتھ ہے!

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی جفا رہی
جو رہا تو نام حسینؓ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا!

(حافظ محمد ادریس دامت برکاتہم)

تقریب حلف برداری!!!

عالم اسلام کشمیر کی آزادی کے لیے اپنا کردار ادا کرے، لیاقت بلوچ، ڈاکٹر محمد مشتاق خان

نریندر مودی استعماری ہتھکنڈوں سے تحریک آزادی کشمیر کو دبا نہیں سکتا، 23 کروڑ پاکستانی عوام کشمیریوں کے پشتیبان ہیں، بیس کیمپ کی خوشحالی اور کشمیر کی آزادی ہمارا ایجنڈا ہے، جماعت اسلامی کو گراس روٹ لیول تک منظّم کر کے حقیقی تبدیلی لائیں گے، تقریب حلف برداری سے سابق وزرائے اعظم سردار عتیق احمد خان، سردار محمد یعقوب خان، صدر مسلم لیگ ن شاہ غلام قادر، سابق امیر جماعت اسلامی ڈاکٹر خالد محمود خان، کنوینئر کل جماعتی حریت کانفرنس محمود ساغر، تحریک کشمیر برطانیہ کے صدر فہیم کیانی سمیت دیگر کا خطاب

اتوار 23 جولائی 2023 کو ڈاکٹر محمد مشتاق خان نے چھٹے امیر جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر گلگت بلتستان کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا، تقریب حلف برداری سے جماعت اسلامی پاکستان کے مرکزی نائب امیر لیاقت بلوچ، امیر جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر ڈاکٹر محمد مشتاق خان، سابق وزرائے اعظم سردار عتیق احمد خان، سردار محمد یعقوب خان، صدر مسلم لیگ ن شاہ غلام قادر، سابق امیر جماعت اسلامی ڈاکٹر خالد محمود خان، کنوینئر کل جماعتی حریت کانفرنس محمود ساغر، تحریک کشمیر برطانیہ کے صدر فہیم کیانی، مولانا عبدالسمیع سمیت دیگر نے خطاب کیا۔ تقریب حلف برداری میں جماعت کے کارکنوں اور ہمدردوں کی کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی ۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان لیاقت بلوچ نے کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی تحریک جاری ہے بھارت ظلم و جبر کی انتہا کر چکا ہے مودی نے 5 اگست کے اقدامات کر کے کشمیر کاز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ۔کشمیری حق خودارادیت چاہتے ہیں بھارت طاقت کے زور پر کشمیریوں کو زیادہ دیر غلام نہیں رکھ سکے گا عالم اسلام کو کشمیر کے حوالے سے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ بیس کیمپ کی جماعتیں کشمیر کاز کے لیے متحد ہیں یہ خوش آئند ہے پاکستان کی سیاسی قیادت کو بھی کشمیر کاز کے لیے ایک پلیٹ فارم پر آنا ہوگا

لیاقت بلوچ نے کہا کہ ڈاکٹر مشتاق کے لیے بڑے چیلنجز ہیں۔انہوں نے امیر جماعت اسلامی آزاد کشمیر کو مشورہ دیا کہ اپنی ٹیم کو یکسو کر کے قدم آگے بڑھائیں۔ جماعت کی تنظیم نعمت خداوندی ہے اتفاق یکسوئی اور اتحاد سے آگے بڑھیں انہوں

نے کہا کہ قاضی حسین احمد مرحوم نے تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے جاندار کردار ادا کیا ہے اسی مشن کو لے کر جماعت اسلامی پاکستان پوری یکسوئی سے کشمیر کاز کے لیے آگے بڑھ رہی ہے ،ہم کشمیریوں کو تنہا نہیں چھوڑیں گے ہم ہر محاذ پر کشمیریوں کے شانہ بشانہ شریک رہیں گے۔اس موقع پر نومنتخب امیر جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر گلگت بلتستان ڈاکٹر محمد مشتاق خان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مولانا مودودیؒ کی شکل میں ایک عظیم ہستی عطا کی جس نے زندگی کا شعور دیا، ان کے لٹریچر نے پوری دنیا میں ایک انقلاب پیدا کیا ہے ہمارے ہاں ظالمانہ و جابرانہ نظام مسلط کیا ہے جس نظام کو ہم نے اکھاڑنا ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے ہمیں یکجان ہو کر آگے بڑھنا ہوگا ڈاکٹر محمد مشتاق خان نے کہا کہ ہزار ہا لوگوں نے اپنا خون پیش کیا ہے ہم نے ان شہداء کے مشن کو جاری رکھنا ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے اپنے قدموں کو ثابت قدم رکھنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم طاغوت کے نظام کو کسی طور قبول نہیں کریں گے۔ باطل کا نظام اب ختم ہونے والا ہے اسلام کا عادلانہ نظام نافذ ہوگا مقبوضہ کشمیر میں شہید سید علی گیلانیؒ کی جدوجہد کو آگے بڑھانا ہے۔ ہمارے نوجوانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں ان شہداء کی عظیم قربانی کو فراموش نہیں کریں گے حریت کانفرنس اور مقبوضہ جموں وکشمیر کے عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ تنہا نہیں ہیں آزاد کشمیر کے عوام آپ کی پشت پر ہیں تحریک آزادی کشمیر کے لیے قاضی حسین احمد مرحوم کی خدمات کو سلام پیش کرتے ہیں ہم اپنی مثبت سرگرمیوں کو تیز تر کریں گے انہوں نے کہا کہ کشمیر کی تقسیم کسی صورت قبول نہیں کشمیر کی وحدت کو قائم رکھیں گے۔

سابق صدر و سابق وزیر اعظم سردار یعقوب خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی کا شکریہ کہ آپ نے آزاد کشمیر گلگت بلتستان کا ایک ہی امیر رکھا ہے۔ بیس کیمپ کے سارے لوگ مقبوضہ کشمیر کے بھائیوں کی پشت پر ہیں ہم انشاء اللہ آزادی حاصل کر کے رہیں گے ساری سیاسی جماعتوں کا ایک ہی نظریہ ہے کہ کشمیر کو آزاد کرانا ہے۔ رائے شماری ہو کر رہے گی سابق وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار عتیق احمد خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد مشتاق کو مبارکباد پیش کرتے

ہیں ہم ایک سیاسی قبیلے کی حیثیت رکھتے ہیں ہم ایک دوسرے کے کام کو دیکھتے ہیں۔اس وقت ساری حریت قیادت جیلوں میں ہے آج کبھی گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر کو صوبہ بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔یہ سب تحریک آزادی کشمیر کے لیے نقصان دہ ہے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کشمیر کی تحریک کو بھارت دبانے میں کبھی کامیاب نہیں ہوگا ایک زمانے میں روس فرانس بڑی طاقتیں تھی آج وہ بڑی طاقتیں نہیں بھارت کا گھمنڈ بھی خاک میں مل جائے گا ۔

صدر مسلم لیگ ن شاہ غلام قادر نے کہا ڈاکٹر مشتاق کو امیر جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں ہمیں مل کر کشمیر کاز کے لیے کام کرنا ہے مقبوضہ کشمیر میں جو لوگ بھارتی تسلط سے آزادی کی جدوجہد کر رہے ہیں ان کی پشت پر کھڑے ہیں آزاد کشمیر کی ساری سیاسی جماعتوں کو مل کر ریاست کے تشخص کو بحال کرنے کے لیے کام کرنا ہے ہم مل کر مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے کام کریں گے تقسیم کشمیر منظور نہیں ہے کشمیر ایک وحدت ہے اسے تقسیم نہیں ہونے دیں گے 5 اگست کے بھارتی اقدامات کی مذمت کرتے ہیں برہان وانی سمیت تمام شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سابق امیر جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر ڈاکٹر خالد محمود خان نے کہا کہ تحریک کے کارکنان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں نفسانفسی مادیت پرستی کے دور میں ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں ایک عظیم تحریک سے وابستہ کیا ہے اہل کشمیر گزشتہ 76 برس سے میدان کارزار میں ہیں کشمیری ملت بھارتی ظلم وجبر کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں تحریک پورے عزم وحوصلے سے جاری ہے میں اپنی ساری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو کٹھن اور مشکل حالات میں تحریک کے لیے کام کرتی رہی۔ان شاء اللہ یہ تحریک چلتی رہے گی جماعت اسلامی منزل کے حصول تک چین سے نہیں بیٹھے گی ہم تاریخ کے چوراہے پر کھڑے ہیں اپنی جدوجہد کو تیز تر کریں، کشمیر آزادی کی منزل سے ضرور ہمکنار ہوگا۔

تحریک کشمیر برطانیہ کے صدر راجہ فہیم کیانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا دنیا میں امن کا راستہ سرینگر سے ہو کر جاتا ہے۔اسلام آباد اور مظفر آباد کے اندر تحریک آزادی کشمیر سے گہری وابستگی رکھنے والی قیادت کی ضرورت ہے۔آزاد کشمیر اور پاکستان میں جب قیادت کمزور ہوگی تو تحریک آزادی کشمیر بھی کمزور ہوگی۔ صاف وشفاف قیادت جماعت اسلامی کی شکل میں موجود ہے مقبوضہ جموں وکشمیر کے لوگوں نے قربانیوں کی تاریخ رقم کی ہے اب بیس کیمپ کے لوگوں کو اپنا کردار ادا کرنا ہے۔متحرک ہو کر کشمیر کاز کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے کشمیری قیادت باہم مل بیٹھ کر طے کریں کہ ایک دن سیز فائر لائن کی طرف لاکھوں کی تعداد میں نکلیں اور پرامن مارچ کریں۔بیرونی ممالک میں ہم بڑی تعداد میں لوگوں کو نکالیں گے اور دنیا کو پیغام دیں گے کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیا جائے جو ان کا پیدائشی حق ہے ۔کنوینر کل جماعتی حریت کانفرنس محمود احمد ساغر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیری اپنی جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ہم نومنتخب امیر جماعت اسلامی کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں تقسیم کشمیر نامنظور ہے کشمیر ایک وحدت ہے اس کے حصے بخرے کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیں گے کشمیریوں کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلہ قابل قبول نہیں ہے۔امیر جماعت اسلامی گلگت بلتستان مولانا عبد السمیع نے کہا کہ نومنتخب امیر جماعت کے لیے استقامت کی دعا ہے مقبوضہ کشمیر آزاد کشمیر گلگت بلتستان تینوں اکائیاں موجود ہیں۔اسلامی انقلاب کشمیر کی آزادی اور تکمیل پاکستان کے لیے مل کر جدوجہد کریں گے۔مقبوضہ کشمیر نے آزاد ہونا ہے اور وہ آزاد ہو کر رہے گا۔ان شاء اللہ

☆☆☆

اسلام آباد سے خنجراب تک کا یادگار سفر

محمد عارف جان

آج کے اس گلوبل دور میں بھی سفر کی اہمیت اور افادیت میں کوئی کمی نہیں آسکی۔ ہر سال کی طرح اس سال ہم نے خنجراب پاس (چائنا بارڈر) تک جانے کا منصوبہ جنوری میں بنالیا تھا اور وسط مئی میں جب بابوسر ٹاپ کے کھلنے کی اُمید بنی تو ہم نے پھر رخت سفر باندھنا شروع کر دیا لیکن جون کے شروع کے دنوں میں خلاف معمول اتنی شدید برف باری ہوئی کہ راستے پھر سے بند ہو گئے۔ اس سفر میں راقم کے علاوہ معروف صحافی اور ماہنامہ کشمیر الیوم کے چیف ایڈیٹر شیخ محمد امین تھے جبکہ ساتھ میں شجر خان بھی عازم سفر ہوئے۔ اسلام آباد سے 12 جون 2023ء کو صبح 10 بجے ہم بذریعہ موٹروے مانسہرہ کے لیے روانہ ہوئے اور 1 بجے دن بولی بالاکوٹ میں المائدہ ہوٹل پر جا رکے۔ وہاں تازہ دم ہونے کیلئے چائے پی۔ مرتضیٰ صاحب کی غیر موجودگی میں عارف اکبر صاحب نے میزبانی کی۔ مرتضیٰ صاحب سے فون پر ہی بات ہوسکی۔ مرتضیٰ صاحب المائدہ ہوٹل کے مالک ہیں اور ہمارے مشترکہ دوست بھی ہیں اُنہوں نے بہت اصرار کے ساتھ وعدہ لیا کہ واپسی پر یہاں رکنا ہے تاکہ بالمشافہ ملاقات ہوسکے۔

موٹروے سے اتر کر ڈمگلہ سے نیچے اترتے ہی وادِی کاغان شروع ہو جاتی ہے اور دریائے کنہار کے ساتھ سفر شروع ہو جاتا ہے۔ شمالی علاقہ جات کی تقریباً تمام وادیوں کی خصوصیت ہے کہ ہر وادی میں ایک دریا یا ندی ہے جو آنے والے سیاحوں کا خوشدلی سے استقبال کرتی ہے اور ساتھ ساتھ سفر بھی کرتی ہے۔

بالاکوٹ کی وجہ شہرت بنیادی طور پر دو ہیں ایک سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک المجاہدین ہے اور دوسری وادی کاغان کا دروازہ اور اہم شہر ہے۔ سید احمد شہیدؒ ہندوستان کے شہر بریلی سے دین اسلام کی سربلندی کے لیے عازم سفر ہوئے اور شاہ اسماعیل شہیدؒ اور دیگر عظیم مجاہدین کے ساتھ سفر اور جہاد کرتے ہوئے بالآخر بالاکوٹ آپہنچے۔ یہاں پر اُن کا مقابلہ سکھ افواج سے ہوا اور دونوں حضرات اور دیگر ساتھیوں نے جام شہادت نوش کیا

پانی اللہ تعالیٰ کی اہم ترین نعمت اور زندگی کی علامت ہے۔ بہتے صاف پانی کو دیکھنا اور اسکے ساتھ سفر ایک خوش کن تصور ہے جو جنت سے ماخوذ ہے۔ جنت کے ادنیٰ نظارے بھی انسان کی

روح کو تروتازہ کر دیتے ہیں۔ دریائے کنہار وادی کاغان میں داخل ہونے والوں کا استقبال بسیاں کے مقام سے کرتا ہے اور بابوسر ٹاپ پر پہنچاتا ہے۔ بسیاں کے بعد شوبال پھر حسہ پل پھر بولی اور پھر بالاکوٹ شہر آجاتا ہے۔

بالاکوٹ کی وجہ شہرت بنیادی طور پر دو ہیں ایک سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک المجاہدین ہے اور دوسری وادی کاغان کا دروازہ اور اہم شہر ہے۔ سید احمد شہیدؒ ہندوستان کے شہر بریلی سے دین اسلام کی سربلندی کے لیے عازم سفر ہوئے اور شاہ اسماعیل شہیدؒ اور دیگر عظیم مجاہدین کے ساتھ سفر اور جہاد کرتے ہوئے بالآخر بالاکوٹ آپہنچے۔ یہاں پر اُن کا مقابلہ سکھ افواج سے ہوا اور دونوں حضرات اور دیگر ساتھیوں نے جام شہادت نوش کیا۔

بالاکوٹ میں رک کر ہم نے کچھ تصویر کشی کی اور آگے روانہ ہو گئے۔ اسکے بعد کیوائی قصبہ، کیوائی واٹر فال آئے یہاں سے ہی شوگران کو بھی راستہ جاتا ہے۔ شوگران کوہ مکڑہ کے راستے میں ایک شاندار جگہ سے یہیں سے منا، پایا اور مکڑہ چوٹی کے راستے جاتے ہیں۔

ہم اس طرف نہیں گئے اور آگے کا سفر جاری رکھا اور پارس، جرید، مہانڈری سے ہوتے ہوئے کاغان شہر میں پہنچ گئے۔ وہاں رک کر چائے پی اور تازہ دم ہونے کے بعد ناران کے لئے عازم سفر ہو گئے۔

ناران ایک مشہور سیاحتی مقام ہے جو بالاکوٹ سے 80 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور یہ وادی نسبتاً کشادہ ہو کر ایک خوبصورت مقام بن گیا ہے۔ ناران کبھی تو واقعی ناران ہوتا تھا لیکن اب مکمل کنکریٹ سٹی بن چکا ہے۔ ارباب اختیار اب بھی اگر چاہئیں تو اسطرح کے تمام سیاحتی مقامات کی ایک ماسٹر پلاننگ

کر دیں تو ہمارے یہ علاقے یورپ سے بھی آگے جا سکتے ہیں۔ ناران اس ساری وادی میں ایک مرکزی مقام رکھتا ہے۔ ہر طرح کی سہولیاتِ زندگی دستیاب ہیں ایک سائیڈ پر دیو مالائی کہانیوں والی جھیل سیف الملوک ہے جو تقریباً 7 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سیف الملوک کے بارے میں کئی کہانیاں اور ناول موجود ہیں جو بڑا تجسس پیدا کرتے ہیں ایک زمانے میں وہاں پیشہ ور داستان گو بھی ہوا کرتے تھے جو سیاحوں کو ایک مکمل کہانی سناتے تھے اور کچھ حاصل بھی کر لیا کرتے تھے۔ جھیل کا حسن، دلکشی اس کا صاف پانی ارد گرد کا خوبصورت ماحول ۔۔۔ زیادہ آمدورفت اور گاڑیوں کی وجہ سے ماند پڑتا جا رہا ہے اور اصلی سیاح کیلئے کشش بہت کم ہو کر رہ گئی ہے۔

ہم ناراں سے سرسری گزرتے ہوئے آگے نکل گئے اسکے بعد رافٹنگ کا ایرا شروع ہوتا ہے یہ ایک اچھا آپشن ہے اور صحت مند سرگرمی ہے۔ ہم یہاں بھی رکے بغیر روانہ ہو گئے۔ بٹہ کنڈی کے مقام پر رک کر تصویر کشی کی اور مزید سفر جاری رکھا۔ ہماری اگلی منزل براٹ سٹار ہوٹل بوڑاوہی تھا۔ مغرب کے وقت ہم وہاں پہنچے۔ بوڑاوہی اپر کاغان میں ایک ابھرتا ہوا سیاحتی مقام ہے جہاں شور شرابا بہت کم ہے رات مکمل سکون ہو جاتا ہے صرف دریائے کنہار کے پانی کا شور باقی رہتا ہے۔

بوڑاوہی میں ہمارے میزبان سردار واجد افتخار صاحب تھے جو برائٹ سٹار ہوٹل کے ایم ڈی ہیں۔ برائٹ سٹار ہوٹل بازار سے آگے طرف خوبصورت جگہ پر واقع ہے اور سردار واجد افتخار صاحب کی گرم جوش میزبانی نے سفر کی ساری کلفت کو دور کر دیتی ہے۔ واجد صاحب ہر ایک مہمان کو ایسی محبت دیتے ہیں کہ بندہ کو ایسے لگتا ہے کہ کسی پرانے گہرے شناسا دوست کے پاس آ گئے ہیں۔ ان کی میزبانی اور خدمت یاد رکھنے والی ہے۔ ہم نے رات انکے پاس گزاری۔ اسلام آباد کی شدید گرمی سے جا کر وہاں اتنی سردی لگی کہ جسم مکمل تھرتھراہٹ کا شکار ہو گیا رات کو دو رضائیاں پیناڈول کھانے کے بعد جا کر قدرے سکون ہوا۔ بوڑاوہی کی صبح پرسکون اور خاموش تھی نہ فون کی چیخیں اور نہ سوشل میڈیا کا چکا چوند۔ برائٹ سٹار ہوٹل با ذوق سیاحوں خصوصاً فیملی کے لیے اپر کاغان ویلی میں ایک بہترین جگہ ہے جہاں ہر طرح کے تحفظ اور رہنمائی کی جاتی ہے۔ ہم ناشتہ کے بعد آگے روانہ ہوئے اور بیسل سے ہوتے ہوئے جھیل لولوسر جا پہنچے۔ لولو سے کا نیلگوں پانی آسمان کی روشنیوں کا اپنے اندر سموئے ہوئے تھا۔ وہاں تصویریں بنانے کے بعد بابوسر ٹاپ کے لیے روانہ ہوئے۔ (جاری ہے)

☆☆☆

انمول باتیں۔۔۔

۔۔منتظر شاہین۔۔

ایک بار تمام گاؤں والوں نے بارش کے لیے دعا کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس دن کرنی تھی، سب لوگ اکٹھے ہوئے لیکن صرف ایک لڑکا چھتری لے کر آیا۔

"وہ ایمان ہے"۔

2۔ جب آپ بچوں کو ہوا میں پھینکتے ہیں تو وہ ہنستے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آپ انہیں پکڑ لیں گے۔

"وہ یقین ہے"۔

3۔ ہر رات ہم اگلی صبح زندہ ہونے کی یقین دہانی کے بغیر سو جاتے ہیں، لیکن پھر بھی ہم جاگنے کے لیے الارم لگاتے ہیں۔

"وہ امید ہے"۔

4۔ ہم مستقبل کے بارے میں صفر علم کے باوجود کل کے لیے بڑی چیزوں کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔

"وہ اعتماد ہے"۔

5۔ ایک بوڑھے کی قمیض پر ایک جملہ لکھا ہوا تھا' میں 80 سال کا نہیں ہوں۔ میں 64 سال کے تجربے کے ساتھ 16 سال کا ہوں۔

"وہ رویہ ہے"۔

آپ کا وقت خوشگوار گزرے۔ آپ بھی زندگی ان کہانیوں کی طرح گزاریں۔ یاد رکھیں۔ اچھے دوست زندگی کے نایاب زیور ہیں، تلاش کرنا مشکل اور تبدیل کرنا ناممکن ہے۔

05 اگست 2019ء مقبوضہ جموں وکشمیر کی تاریخ کا المناک دن

محمد شہباز بڈگامی

مقبوضہ جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کے خاتمے کو چار برس مکمل ہو چکے ہیں۔ان چار برسوں میں اہل کشمیر پر قیامت ڈھادی گئی،تاریخ کا بدترین جبر کشمیری عوام پر مسلط کیا گیا۔مودی حکومت نے 5 اگست 2019 سے مقبوضہ جموں وکشمیر میں اپنی ریاستی دہشت گردی میں خوفناک اضافہ کیا ہے جبکہ آرٹیکل 370 اور 35اے کی منسوخی کے بعد مقبوضہ جموں وکشمیر کو عملی طور پر ایک کھلی جیل میں تبدیل کیا گیا ہے۔مقبوضہ جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کی منسوخی کے بعد بھارت نے نہ صرف کشمیری عوام پر فوجی محاصرہ مسلط کیا بلکہ یہاں آزادی اظہار رائے کا گلہ گھونٹا اور کشمیری عوام کی سانسوں پر بھی پہرے بٹھائے۔بھارت نے 5 اگست 2019 کے بعد کشمیری عوام کے تمام بنیادی حقوق اور آزادیوں کو سلب کر لیا ہے۔حتی کہ مذہبی معاملات میں بھی کھلم کھلا مداخلت کی جاتی ہے۔کئی برسوں سے مقبوضہ جموں وکشمیر میں عیدین کے بڑے اجتماعات پر پابندی عائد ہے،جبکہ تاریخی جامع مسجد سرینگر کے منبر ومحراب کئی کئی ہفتوں تک خاموش رہتے ہیں۔مقبوضہ کشمیر کی پوری آزادی پسند قیادت کے علاوہ مذہبی رہنما بھی بھارتی جیلوں اور عقوبت خانوں میں مقید کیے گئے ہیں۔مگر اہل کشمیر تمام تر جبر واستبداد کے باوجود نہ بھارت کے سامنے سرنگوں ہوئے اور نہ ہی تاریخ کی لازوال اور عظیم قربانیوں سے مزین تحریک آزادی پر کوئی سمجھوتہ کیا ہے۔

5 اگست مقبوضہ جموں وکشمیر کی جدید تاریخ کا سب سے المناک، دردناک اور تباہ کن دنوں میں سے ایک ہے۔ یہ وہ دن تھا جب ہندوتوا طاقتوں نے بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے مقبوضہ جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر کے کشمیری عوام کے تمام سیاسی، سماجی، ثقافتی، معاشی، مذہبی اور دیگر بنیادی حقوق کو پس پشت ڈالا ہے۔ 5 اگست 2019 ہی وہ دن تھا جب ہندوتوا مودی حکومت اپنی تمام تر فوجی طاقت، وسائل اور اداروں کے ساتھ مل کر مقبوضہ جموں وکشمیر پر حملہ آور ہوئی اور کشمیری عوام کے تمام بنیادی حقوق غصب کئے۔ بھارتی حکومت، بھارتی پارلیمنٹ، اس کی 10 لاکھ افواج، درجنوں تحقیقاتی ادارے، انٹیلی جنس ایجنسیاں اور یہاں تک کہ اس کی مسلم مخالف اور ہندوتوا نواز عدلیہ نے کشمیری عوام کو فتح کرنے اور اسے ہندو راشٹر کا حصہ بنانے کے لیے سر جوڑ لیے۔مقبوضہ جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کا خاتمہ بدترین ڈکیتی، سب سے بڑی دہشت گردی اور کشمیری عوام کے تشخص، ثقافت اور بنیادی حقوق پر حملہ ہے۔اس غیر جمہوری، غیر آئینی اور غیر قانونی اقدام کے تباہ کن اثرات مرتب ہوں گے۔کنٹرول لائن کی دونوں جانب، پاکستان اور دنیا بھر میں مقیم کشمیری 05 اگست کو ہڑتال، احتجاج اور مظاہروں کا اہتمام کر کے بھارت پر واضح کرتے ہیں کہ اہل کشمیر بھارت کے غاصبانہ قبضے کو قبول اور تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

مقبوضہ جموں وکشمیر جو کہ ایک بہت بڑی جیل اور دنیا کا سب سے بڑا ٹارچر سیل ہے۔مقبوضہ جموں وکشمیر کا ہر انچ ٹرگر ہپی بھارتی فوجیوں سے بھرا پڑا ہے اور گزشتہ چار برسوں سے مسلسل محاصرے میں ہے۔05 اگست 2019 سے قابض بھارتی فوجیوں نے 800 سے زائد کشمیریوں کا قتل عام کیا 25000 سے زائد گرفتار کیے اور وہ مختلف من گھڑت مقدمات کے تحت بھارتی جیلوں میں بند ہیں۔اس کے علاوہ بدنام زمانہ بھارتی این آئی اے اور ریاستی تحقیقاتی ایجنسی ایس آئی اے جیسی خوفناک بھارتی ایجنسیوں نے چھاپوں کے نام پر تباہی مچادی ہے اور سینکڑوں آزادی پسند رہنماؤں اور کارکنوں کی جائیدادیں ضبط کر لی ہیں۔ہزاروں کشمیریوں کی املاک کو بھارتی حکام نے مختلف بہانوں سے مسمار کیا۔املاک کو سیل کرنے اور مسمار کرنے کا مقصد کشمیری عوام کو ڈرانا اور انہیں غاصبانہ بھارتی قبضہ تسلیم کرنے پر مجبور کرنا ہے۔ یہ وہی استعماری پالیسی ہے جسے اسرائیل فلسطین میں استعمال کر کے انہیں ان کی پشتنی زمینوں سے محروم کر کے ہجرت پر مجبور کر رہا ہے۔بعینہ مودی حکومت بھی مقبوضہ جموں وکشمیر میں صہیونی اسرائیلی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

> کئی برسوں سے مقبوضہ جموں وکشمیر میں عیدین کے بڑے اجتماعات پر پابندی عائد ہے، جبکہ تاریخی جامع مسجد سرینگر کے منبر ومحراب کئی کئی ہفتوں تک خاموش رہتے ہیں۔مقبوضہ کشمیر کی پوری آزادی پسند قیادت کے علاوہ مذہبی رہنما بھی بھارتی جیلوں اور عقوبت خانوں میں مقید کیے گئے ہیں۔مگر اہل کشمیر تمام تر جبر واستبداد کے باوجود بھارت کے سامنے سرنگوں ہوئے اور نہ ہی تاریخ کی لازوال اور عظیم قربانیوں سے مزین تحریک آزادی پر کوئی سمجھوتہ کیا ہے

مودی حکومت کے 5 اگست 2019 میں غیر اخلاقی اور غیر آئینی اقدام نے مقبوضہ جموں وکشمیر کی معیشت کو اربوں ڈالر کا نقصان پہنچانے کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ہے۔ نہ ختم ہونے والے لاک ڈاون نے مقبوضہ جموں وکشمیر کی پہلے سے ہی کمزور معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور ہزاروں کشمیریوں کو ان کی زندگی اور روزگار سے محروم کر دیا ہے۔قصائی مودی کی قیادت میں آر ایس ایس کی حکومت مسلمانوں کا صفایا کرنے، مقبوضہ جموں وکشمیر کو قبرستان میں تبدیل کرنے اور متنازعہ علاقے میں غیر ریاستی ہندوں کو بسانے پر تلی ہوئی ہے۔ اس کیلئے ہزاروں بھارتی ہندوجنونیوں کو ڈومیسائل جاری، انہیں کشمیری زمین الاٹ اور اعلی عہدوں پر تعینات کرنا بیرونی لوگوں کو مقبوضہ جموں وکشمیر میں بسانے اور مقامی کشمیریوں کو غلام اور نو آبادیاتی بنانے کی گہری سازش ہے۔اب بھارتی

وزیر مملکت برائے داخلہ نتیا نندرائے نے بھارتی پارلیمنٹ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ 05 اگست 2019 میں جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کی منسوخی کے بعد 29 ہزار 295 اسامیاں پر کی گئی ہیں۔05 اگست 2019 کے بعد مقبوضہ خطے میں قابض بھارتی انتظامیہ کشمیری مسلمان سرکاری ملازمین کو کبھی ایک تو کبھی دوسرے بہانے ملازمتوں سے برطرف کررہی ہے۔اب تک بیسیوں ملازمین نوکریوں سے فارغ کیے جاچکے ہیں۔کشمیری مسلمان ملازمین کو بھارتی مظالم کے خلاف اور تحریک آزادی کشمیر کے حق میں مواد سماجی رابطوں کی سائٹوں پرشیئر کرنے کے الزامات میں بھی نوکریوں سے نکالا جارہا ہے۔برطرف ملازمین کی جگہ غیر کشمیری ہندو ملازمین کو بھرتی کیا جارہا ہے۔

اس صیہونی پالیسی کا مقصد کشمیری عوام سے سب کچھ چھیننا اور انہیں اپنی ہی سرزمین سے ہجرت پر مجبور کرنا ہے۔بھارت فوجی طاقت کے ذریعے کشمیری عوام کی ہر آواز کو کچلنے کیلئے ہر وحشیانہ حربہ استعمال کرنے کے باوجود کشمیری عوام کو فتح کرنے میں ناکام رہا ہے اور اہل کشمیر کا جذبہ آزادی ہر گزرتے دن کے ساتھ زور پکڑ رہا ہے۔کشمیری عوام نے ہندوتوا عناصر کی تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا ہے اور انہیں خاک چاٹنے پر مجبور کردیا ہے۔بھارتی ظالمانہ رویے نے کشمیری عوام کے اس یقین کو مزید پختہ کردیا ہے کہ بھارت ان کا بدترین دشمن ہے اور ان کی زندگی، عزت، مستقبل، مذہبی شناخت، ثقافت اور سب کچھ بھارتی تسلط میں داؤ پر لگا ہوا ہے۔غیر مسلح لیکن بہادر اور پرعزم کشمیری عوام نے اپنے عزم، استقامت اور ناقابل تسخیر جذبے کے ذریعے دنیا کی چھٹی فوجی طاقت کو شکست دی ہے۔کشمیری عوام نے آر ایس ایس کا خواب چکنا چور کردیا ہے اور ایک بار پھر ثابت کردیا ہے کہ وہ ناقابل تسخیر ہیں، انہیں مارا جاسکتا ہے لیکن شکست نہیں دی جاسکتی۔ان کے حوصلے ہمالیہ کی طرح بلند ہیں، بھارت نے 10 لاکھ سے زائد افواج کی بنیاد پر اہل کشمیر کو یرغمال بنایا ہوا ہے لیکن بھارت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ مقبوضہ جموں وکشمیر میں اپنی تمام فوجیں بھی تعینات کرتا ہے تو بھی شرمناک اور ذلت آمیز شکست اس کا مقدر ہے۔کشمیری عوام کا بے مثال اور ناقابل شکست عزم بھارت کے لیے نوشتہ دیوار ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت کشمیری عوام کی جائز تحریک آزادی کو کچل نہیں سکتی۔ یہ بھارت کے بھی اپنے مفاد میں ہے کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی اور بے جا ضد سے باز آجائے اور کشمیری عوام کے حق خودارادیت کو تسلیم کرے۔

بھارت بہت تماشے کرکے دیکھ چکا ہے، کبھی G20 کے نام پر تو کبھی پورے بھارت سے ہندوؤں کو یہاں لاکر امرناتھ یاترا کو اپنی بڑی فتح سمجھتا ہے مگر بھارت کے اہل دانش جانتے ہیں کہ ان اقدامات سے غربت اور افلاس میں ڈوبی بھارتی عوام کا پیٹ نہیں بھرا جاسکتا۔

مودی کی قیادت میں بھارت جرمنی کے نازیوں کی طرح ہندوتوا فسطائی ملک بن چکا ہے۔انسانی حقوق کی عالمی تنظیمیں مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی جنگی جرائم کو دستاویزی شکل دے چکی ہیں۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی جنگی جرائم عالمی برادری کے لیے چیلنج ہیں۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیوں کے ارتکاب پر بھارتی فوجیوں کے خلاف جنگی جرائم کے ٹربیونل میں مقدمہ چلایا جانا چاہیے۔عالمی طاقتوں کو اپنے دوغلے پن سے باز آکر بھارت کو مقبوضہ جموں وکشمیر میں جنگی جرائم کے ارتکاب سے روکنا چاہیے۔اقوام متحدہ کو مقبوضہ جموں وکشمیر میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر بھارت پر اسی طرح پابندیاں عائد کرنی چاہئیں، جس طرح کمزور بالخصوص مسلمان ممالک کے خلاف عائد کی جاتی ہیں۔

عالمی برادری پر بھی یہ فرض ہے کہ وہ بھارت کو مقبوضہ جموں و کشمیر پر اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کرانے اور متنازعہ خطے میں بھارتی فوجیوں کی طرف سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو روکنے پر مجبور کرے۔واضح رہے کہ 5 اگست 2019 میں مودی کی زیر قیادت ہندوتوا بھارتی حکومت نے مقبوضہ جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت کو ختم کرکے اسے مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں تقسیم کرنے کے علاوہ کشمیری عوام پر فوجی محاصرہ بھی مسلط کیا تھا۔

مودی کی قیادت میں بھارت جرمنی کے نازیوں کی طرح ہندوتوا فسطائی ملک بن چکا ہے۔انسانی حقوق کی عالمی تنظیمیں مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی جنگی جرائم کو دستاویزی شکل دے چکی ہیں۔مقبوضہ جموں وکشمیر میں بھارتی جنگی جرائم عالمی برادری کے لیے چیلنج ہیں مقبوضہ جموں وکشمیر میں انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیوں کے ارتکاب پر بھارتی فوجیوں کے خلاف جنگی جرائم کے ٹربیونل میں مقدمہ چلایا جانا چاہیے

ہر گھر سے ایک برہان میدان میں لائیں گے ہم۔۔۔!!!

شہید برہان مظفر وانیؒ کی یاد میں مظفر آباد میں پروقار تقریب کا انعقاد!!!

اویس بلال، ایڈوکیٹ ہارون عباسی، ڈاکٹر بلال

شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے شہدائے فاؤنڈیشن کی جانب سے آزاد جموں و کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد برہان وانی چوک، نزد پریس کلب شہید برہان وانیؒ کی ساتویں برسی کا انعقاد کیا گیا۔ ہزاروں افراد نے شرکت کر کے افسانوی شہرت کے حامل کشمیری نوجوان قائد کو عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ مظفر آباد میں جگہ جگہ برہان مظفر وانی شہید کے پوسٹر آویزاں تھے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری مصعب نے انجام دیئے۔ قاری مصعب نے اس کائنات صلی اللہ علیہ وسلم محمد اویس قادری، نے پیش کیا۔ اسکے بعد پروگرام میں پاسبان حریت جموں وکشمیر کے چیرمین عزیر احمد غزالی نے شہداء کانفرنس میں موجود شرکاء کو اپنی جاندار گفتگو سے ماحول گرما دیا، انہوں نے کہا برہان تحریک آزادی کشمیر کا ایک ہیرو ہے جس نے مزاحمتی تحریک کو ایک نئی جہت دی ۔آپ نے کہا کہ بھارت اور عالمی طاقتوں کے نزدیک ہر حریت پسند مجاہد دہشت گرد ہے اب حزب المجاھدین اور اس کے امیر کو دہشت گرد قرار دے رہی ہیں۔ حزب المجاھدین ایک مقامی اور عوامی پزیرائی رکھنے والی تنظیم ہے جو اہل جموں و کشمیر شہادت کے پہلے ہی دن چالیس سے زائد جنازے، ایک ہی دن میں 20 لاکھ لوگوں نے جنازہ پڑھ کر اپنے محبت کی لازوال داستان رقم کی۔ وہ زندہ تھا تو پوسٹر بوائے اور شہادت کا جام پی گیا تو مزاحمت کا Icon۔ قریہ قریہ، بستی بستی، ملکوں ملکوں بس ایک ہی نام، شہید برہان، شہید برہان۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے لیکر یورپی یونین تک، او آئی سی سے لیکر عرب لیگ تک، افریقی صحراؤں سے لیکر وسط ایشیائی پہاڑوں تک ترال کے اس انمول لعل کے ہی چرچے ہی چرچے تھے۔ اس کا جینا، مرنا صرف اور صرف اسلام کی بالا دستی اور آزادی کیلئے

عظیم الشان پروگرام میں آنے والے تمام شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ افتتاحی کلمات میں انہوں نے کہا کہ کشمیری اسلام کی سربلندی اور کشمیر کی آزادی کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں لیکن بیس کیمپ میں مظلوم کشمیری قوم کی مدد وحمایت کی موثر آواز بلند نہیں کی جا رہی۔ اپنی پرتاثیر گفتگو کے دوران آنے والے تمام شرکاء کے جزبات کو گرماتے رہے چاروں طرف سے نعروں کی گونج سنائی دے رہی تھی کشمیریوں سے رشتہ کیا لاالہ الا اللہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، ہم لے کے رہیں گے آزادی حق ہمارا آزادی، کشمیری قوم غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لئے پرعزم ہیں۔ اسکے بعد جلسے کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، تلاوت کلام پاک کا فریضہ قاری طاہر کشمیری نے انجام دیا۔ اسکے بعد سلام بحضور سرور کے احساسات وجذبات کی ترجمانی کرتی ہے لہذا اس پر کسی قسم کی پابندی قبول نہیں۔ مودی کی فسطائی حکومت کشمیریوں کی تحریک آزادی کو کمزور کرنے کے لئے حریت و مزاحمتی راہنماؤں کے خلاف بھارتی عدالتیں اور کالے قوانین کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہی ہے،

اس کے بعد حریت راہنما زاہد صفی نے مختصر لیکن پرجوش خطاب میں شہید رہنما کو زبردست خراج عقیدت ادا کیا۔ زاہد صفی نے کہا کہ برہان مظفر وانی ایک عظیم مقصد کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کر کے امر ہوئے۔ وہ ایک بہادر باپ کے فرزند تھے، اُن کی شہادت پر یہ قوم ہمیشہ فخر کرے گی۔ 21 سال کا نوجوان، برہان مظفر وانی مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ یہ ایک ایسا پراثر نوجوان تھا کہ دشمن کو اس کے سر کی قیمت مقرر کرنا پڑی۔ تھا۔ ان شاء اللہ برہان شہید کا لہو ضرور رنگ لائیگا۔

آزاد جموں وکشمیر کے نائب امیر حزب شمشیر خان نے اس عظیم الشان جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس تحریک میں معصوم برہان سے لے کر 80 سالہ بزرگوں نے اپنا لہو نچھاور کیا۔ اپنے بنیادی حق، حق خود ارادیت کیلئے ۔1947 میں لاکھوں لوگوں نے جموں میں اس حق کیلئے جانیں دی۔ مقبول بٹؒ، اشفاق مجید وانیؒ، انعام اللہ خانؒ، مقبول علائیؒ، سعد اللہ تانترےؒ، عبد الرشید اصلاحیؒ، ماسٹر حیدر علیؒ جیسے سینکڑوں قائدین اور ہزاروں مجاہدین کشمیر نے قربانیاں دی۔ ہم ان قربانیوں کے مقروض ہیں۔ شہید برہانؒ نے اپنی جاں دے کر 1931 سے لے کر آج تک کی قربانیوں کو یاد دلانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ دنیا یہ سمجھ لے کہ ہماری تحریک مقامی ہے۔ اپنے

حقوق کیلئے ہے۔دہشت گردی کے ساتھ اس کا دور دور تک کوئی واسط نہیں ہے۔ ہم مودی بائیڈن اعلامیہ کو مسترد کرتے ہیں ۔ہمیں اقوام متحدہ نے اس جدوجہد کا حق دیا ہے ہم آزادی کے لئے جدوجہد کررہے ہیں،شمشیر خان کے خطاب کے بعد متحدہ جہاد کونسل کے جنرل سکریٹری شیخ جمیل الرحمٰن نے ولولہ انگیز گفتگو کی انہوں نے کہا کہ آج کا دن انتہائی اہم ہے۔یہ مہینہ 1931ء سے لے کر آج تک کی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے ۔معصوم برہان نے عسکری مزاحمت میں نئی روح پھونک دی۔شہید برہان نے واضح کردیا کہ کشمیر مزمتی قرادادوں یا بھیک مانگ کر مزکراتی عمل سے آزاد نہیں ہوگا بلکہ اس کی کامیابی کا راز عسکری مزاحمت میں پنہاں ہے۔اگرچہ دشمن نے ظلم وتشدد کی انتہا کی ہے تاہم ہمیں یقین ہے کہ حالات بدل جائیں گے۔ظلم ظلم ہے۔بڑھ جاتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔انشاء اللہ کشمیر ضرور آزاد ہوگا،کشمیری سینہ سپر کھڑے ہیں،شہداء کا خون ضرور رنگ لائیگا۔

اسکے بعد آزاد جموں وکشمیر جماعت اسلامی کے نائب امیر شیخ عقیل الرحمان نے جلسے کے شرکاء سے خطاب کیا۔انہوں نے کہا کہ کشمیری دہشت گرد نہیں،ہم یہ بات سمجھنے سے قاصر ہیں کہ بیس کیمپ کے ذمہ داران کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے مودی

نے370اور35اے کا قانون ختم کردیا۔تب سے آج تک ظلم وجبر میں اضافہ کردیا۔ ہمارا ٹارگٹ آزادی کشمیر ہے مستقبل کا مؤرخ آپ سے پوچھتا ہے کہ بیس کیمپ کے ذمہ دار تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے کیا کچھ کرتی ہے۔انہوں نے بیس کیمپ کے حکمرانوں پر واضح کردیا کہ خواب خرگوش سے بیدار ہو جاؤ،شہداء کے قبرستان گواہ ہیں بیس کیمپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ بھارتی فوج کو جموں وکشمیر سے نکال دے،ہمیں صرف آزادی چاہیئے ہمیں دیگر مراعات کی ضرورت نہیں،اگر ہم نہیں سمجھے اور سنبھلے تو پھر یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ہم بچ نہیں پائیں گے۔اس کے بعد طاہر اعجاز نے شہید برہان وانی کے حوالے سے اپنا کلام پیش کیا۔جس کا عنوان تھا کہ ہر گھر سے ایک برہان میدان میں لائیں گے ہم ،اس کے بعد نائب امیر حزب المجاہدین و چیرمین شہداء فاؤنڈیشن سیف اللہ خالد نے مائیک سنبھالی اور پوری تفصیل کے ساتھ برہان اور تحریک آزادی کے متعلق شرکاء کو آگاہ کیا۔انہوں نے کہا کہ شہید برہان وانیؒ نے سات سال قبل اپنے دوساتھیوں خالد اور افروز کے ساتھ اپنے نصب العین کے عظیم مقصد کے لئے جام شہادت نوش فرمایا،اس پندرہ سالہ نوجوان نے ہزاروں کشمیری نوجوانوں کو حزب المجاہدین کے پرچم تلے جمع کیا،اس پوسٹر بوائے نے بھارتی فوج کو ننگی کا ناچ نچایا، بھارت کی دیواریں ہلا دیں تھیں۔انہوں نے واضح کیا کہ مسئلہ کشمیر کے تین فریق پاکستان کشمیری اور بھارت۔بنیادی فریق تو کشمیری ہیں۔ہندوستان ظالم جابر فاسق ہے بھارت نے کشمیر کو جہنم زار میں تبدیل کیا ہے۔گزشتہ 34 برسوں سے بالعموم اور 5اگست2019 سے بالخصوص سفاک بھارتی فوج کشمیری عوام پر جو ظلم ڈھا رہے ہیں ان کی مثال تاریخ انسانی میں بہت کم ملتی ہے۔دس لاکھ بھارتی فوج انسانی حقوق کی بدترین پامالیوں میں ملوث ہیں۔ریاست کے اکثریتی تشخص کو ختم کرنے کے لیے ہر حربے آزمائے جارہے ہیں برہان وانی کی شہادت کے بعد سے سینکڑوں کشمیری نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا فیک انکاونٹرز کر کے کشمیری نوجوانوں کو شہید کیا جارہا ہے گلی گلی خون بہایا جارہاہے، بھارت کی وحشیانہ جارحیت نے کشمیری عوام کا عرصہ حیات تنگ کردیا ہے آزادی کشمیر کی خاطر ساڑھے پانچ لاکھ شہادتیں پیش کی گئی ہیں کشمیری ہی وہ قوم ہے کہ جس نے گزشتہ76 برسوں سے ظلم سہتے ہوئے پوری دنیا کو اپنی مظلومیت سے آگاہ کررہی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بیس کیمپ کی جانب سے کبھی بھی حوصلہ افزا پیغام نہیں

ملا۔بیس کیمپ کے ذمہ داران کی بے اعتنائی کے باوجود کشمیری پاکستان زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔نائب امیر چیرمین شہداء فاونڈیشن نے اپنے خطاب میں یہ امید دلائی کہ کشمیری عوم کی انتھل جدوجہد اور مجاہدین کشمیر کا مقدس لہو ضرور رنگ لائیگا۔سیف اللہ خالد نے جلسے میں موجود شرکاء اور سٹیج پر موجود قائدین کا شکریہ بھی ادا کیا جنہوں نے سخت گرمی کے باوجود شہید برہان کو خراج عقیدت ادا کرنے کیلئے اس عظیم الشان جلسے میں شرکت کی۔چیرمین شہداء فاونڈیشن نے منتظمین جلسہ جن میں ناظم دفتر مظفرآباد غازی محمد اعظم ،اصغر رسول ،محمد آصف ،آصف مخدومی اور جاوید حقانی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس پروقار تقریب کو کامیاب بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

جلسے کے آخر میں اور صدارتی خطاب کے بعد امیر حزب المجاہدین اور متحدہ جہاد کونسل کے چیئرمین سید صلاح الدین احمد کی طرف سے ریکارڈڈ پیغام سنایا گیا جس میں انہوں نے شہید برہان وانی کو زبردست خراج عقیدت ادا کرتے ہوئے کہا کہ کہ آج ملت مظلومہ جموں وکشمیر اور باہر کی دنیا میں تحریک

آزادی جموں کشمیر کے تمام بہی خواہاں وہمدرداں شہید برہان مظفر وانی کو والہانہ جذبات سے لبریز خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ برہان مظفر ان لاکھوں شہدائے راہ حق میں سے ایک درخشندہ ستارہ ہیں جنہوں نے اعلائے کلمتہ اللہ اور وطن عزیز کی آزادی کے لیے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔

ان شہدائے عظام کو خراج عقیدت پیش کرنے کا واحد طریقہ بس یہ ہے کہ انکے مقدس لہو سے سینچی ہوئی جدوجہد آزادی کو آخری قابض فوجی کے انخلاء تک ہر قیمت پر اور ہر حال میں جاری رکھا جائے۔مکمل فوجی انخلاء سے کم ریاستی عوام کو کوئی فارمولا ،کوئی روڈ میپ یا حل قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ کچھ ابن الوقت مفاد پرست اور سامراجی آقاؤں کے زرخرید ایجنٹ موجودہ خونی لکیر کو مستقل سرحد میں تبدیل کرنے کے لیے پر تول رہے ہیں تاکہ مقبوضہ علاقے کے ستم رسیدہ لوگ بدستور نو لاکھ درندوں کے نرغے میں سسکتے اور تڑپتے رہیں اور یہ مراعات یافتہ ٹولہ خود آزاد فضاؤں میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتا رہے۔ایسے عاقبت نااندیش عناصر انشاءاللہ نہ قہر الٰہی سے بچ پائیں گے نہ مجاہدین کے آہنی ہاتھوں سے۔اس موقع پر مسئلہ کشمیر کے بنیادی فریق پاکستانی قوم و قیادت بالخصوص ارباب اقتدار سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ فی الوقت اقتدار کی اندرونی رسہ کشی سے فراغت حاصل کرکے اس شہ رگ کی طرف متوجہ ہو جائیں جسکا وجود اور تشخص تیزی سے تحلیل ہو رہا ہے۔ وقت آیا ہے اب زبانی جمع خرچ، خالی احتجاجوں اور کاغذی قراردادوں کے بجائے ٹھوس اور عملی اقدامات اٹھا کر اپنی اخلاقی و آئینی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی جائے ورنہ انسانی تاریخ کی عدالت میں بری ہونگے اور نہ خدائے بزرگ و برتر کی عبرت ناک سزا سے بچ پائیں گے۔ جلسے کے اختتام پر شہداء کی بلندی درجات اور تحریک آزادی کشمیر کی کامیابی کیلئے دعا کی گئی۔

حضرت نجم الدین خانؒ

بلا کی چمک اس کے چہرہ پہ تھی
مجھے کیا خبر تھی کہ مر جائے گا

دوسال پہلے 24اگست2021برادرم نجم الدین خانؒ ہم سے جدا ہوئے۔شخص ہی ایسا تھا کہ بار بار یاد آتے ہیں۔جب اپنی سرزمین میں تھے تو اطلاع ملی کہ بھائی قیوم شہادت سے سرفراز ہوئے۔انا للہ وان الیہ راجعون پڑھ کر،ان کی بلندی درجات کی دعا کی۔میدان عمل میں اپنے ساتھیوں کو پیغام دیا،کہ جو راستہ ہم نے چنا ہے،اس میں ایسا ہی کچھ ہوگا اور ہوتا رہے گا۔صبر کے ساتھ آگے بڑھنا ہے اور آخری سانس تک باطل قوتوں کا مقابلہ کرنا ہے۔فوج،پولیس اور کوکہ پرے فورس ہر طرف آپ کی تلاش کو نکلے،آپ کو ڈھونڈتے رہے،ان کے والدین پر دباو ڈالتے رہے کہ معذور شخص ہے،اسے کہہ دیں ،سرینڈر کریں،ہم بخشیں گے،معاف کریں گے لیکن اس مرد حر نے کہا کہ جب امام شیخ احمد یاسینؒ وہیل چئیر پر بیٹھ کر اسرئیلی قابض فورسز کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہے،میں تو چل پھر سکتا ہوں۔۔میں پیٹھ دکھا کر،اپنے اسلاف کی توہین کرنے پر کیوں آؤں۔۔قائد تحریک حریت جوان کے چاچا بھی تھے۔۔جناب اشرف صحرائیؒ نے انہیں بھر پور اصرار کے ساتھ مشورہ دیا کہ گرفتاری سے بچنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں،بہتر ہے کہ ہجرت کے سفر پر روانہ ہوجائیں۔اسی دوران تنظیم کی طرف سے بھی

ہجرت کا حکم ملا۔حکم کی تعمیل کرتے ہوئے،اپنے وطن عزیز کے دوسرے حصے آزاد کشمیر تشریف لائے۔ہجرت کی فضیلت اپنی جگہ لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں۔اپنے والدین،بھائیوں ،بہنوں،رشتہ داروں اور دوستوں سے دور اجنبیوں کے ساتھ زندگی گذارنے کی تلخیاں وہی جانتے ہیں جو ایسی زندگی گزار رہے ہیں۔دور کنارے پر بیٹھا ہوا شخص نہیں جانتا کہ دریا کی لہروں کی لپیٹ میں گھرا شخص کس طرح کی تکلیف اور آزمائش سے دوچار ہے۔بہر حال حضرت نجم الدین خانؒ نے ان لہروں کے درمیان ہی اب زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہاں اسے مسئلہ کشمیر کے دوسرے اور انتہائی اہم فریق کے حکمرانوں کو نزدیک سے سمجھنے کا موقع ملا۔اپنی جہادی اور سیاسی قیادت کی صلاحیتوں کو دیکھنے اور جانچنے کا موقع ملا۔یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ زندگی کی آخری سانس تک بے سکون رہے۔۔شاعر انقلاب حفیظ میرٹھیؒ کے اس شعر کی عملی تفسیر کا روپ دھار گئے کہ ۔۔سکوں مجھ کو نہیں درکار آقا۔۔بڑھا دیجئے مری بے تابیء دل۔کشمیر،تحریک آزادی کشمیر،پاکستان کی کشمیر پالیسی،ہم اور ہماری قیادت کا کردار،مہاجرین کشمیر کے مسائل۔۔پر بغیر کسی لاگ لپٹ کے بات کرتے تھے۔نرم لہجے میں بھی اور انتہائی گرم لہجے میں بھی۔۔۔وہ آخر دم تک ہر طاقتور شخص سے سوالات پوچھتے رہے۔جب کارگل آپریشن ناکام ہوا تو انہوں نے اپنی قیادت سے سوالات پوچھے،کیا ہوا،کیسے ہوا،کیوں ہوا۔طاقتور لوگوں سے بھی سخت سوالات کئے۔جناب مشرف صاحب نے اقوام متحدہ کی قرادادوں اور حق خودارادیت کے اصولوں سے ہٹ کر،چار نکاتی فارمولہ پیش کیا تو نجم الدین خانؒ ان قلیل اور گنے چنے رہنماوں میں شامل تھے جنہوں نے ہر فورم اور ہر جگہ کھل کے اور کھول کے اس کی مخالفت کی۔

ہجرت کے تلخ ایام کے دوران نہوں نے اپنے والد صاحب قمر الدین خانؒ کو بھارتی فورسز کے ہاتھوں شدید تعذیب کا نشانہ بنتے سنا ۔اتنا تشدد ہوا تھا کہ والد صاحب کے حواس متاثر ہوئے اور وہ اسی حالت میں اللہ کو پیارے ہوگئے ۔ان کے چچیرے بھائی جنید صحرائیؒ شہادت کا جام پی گئے ۔ابھی یہ

تکلیف بہت ہی صبر کے ساتھ سہہ ہی رہے تھے کہ جموں جیل سے ان کے مربی، استاد، چاچا اشرف صحرائیؒ کی شہادت کی خبر بھی سننی پڑی۔صبر کا یہ مجسمہ۔۔۔صبر ہی کرتا رہالیکن جب ان قربانیوں کے ساتھ نہ صرف غیر بلکہ اپنوں کا کھلواڑ ہوتے دیکھتا تو برداشت کیسے کرتا۔بول اٹھتا تھا۔بولتا تھا۔کبھی کبھار گستاخی کی حد تک بھی جاتا تھا۔۔۔۔۔ تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ واضح ہے کہ وہ شخص خود بھی عملی انسان تھا اور باعمل اور سرفروش خاندان سے تعلق بھی رکھتا تھا۔

مساکین وغرباء کی بے کسی و بے بسی پر صرف افسوس اور زبانی ہمدردی تک محدود نہیں رہا۔ان کیلئے فلاح عام سوسائٹی کے نام پر ایک ادارہ بھی قائم کیا، جہاں سے کسی نہ کسی حد تک ان کی مدد بھی ہو جاتی تھی۔24اگست 2021 کو یہ شخص جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ "ایک شخص۔۔ایک کارواں" ہم سے جدا ہوا۔ان کی جدائی پر حزب سربراہ سید صلاح الدین نے کہا کہ "ان کی وفات سے تحریک آزادی کشمیر ایک قائد سے محروم ہوگئی" حزب نائب امیر سیف اللہ خالد نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ "دشمن کے ساتھ بے تیغ لڑنے کا ہنر ان کی خداداد صلاحیت تھی ،لاگ لپٹی کے بغیر بے باک بات کرنا ان کی صفت حمیدہ تھی ،دلیل کے ساتھ گفتگو کرنا ان کا خاصہ تھا۔تحریک آزادی کیلئے عشق و مستی میں جنونی کیفیت سے گذرنے والی شخصیت کا نام نجم الدین خان تھا" حزب المجاہدین رہنما امتیاز عالم نے ان کے انتقال کے موقع پر ایک تاریخی جملہ کہا، کہا کہ ایسے لوگ ہی تحریکوں کا اثاثہ ہوتے ہیں ،خوش آمدی اور درباری لوگ کیا جانیں کہ کون چلا گیا۔" بردرم امتیاز عالم بھی نجم الدین خانؒ کی طرح دشمن کے ساتھ بے تیغ لڑنے کا ہنر بھی جانتا تھا، وہ بھی نجم صاحبؒ کی طرح بے سکوں اور بے قرار تھا۔۔یہ اسے دشمن کے ایجنٹوں نے ۔۔۔۔۔قتل کیا۔ایسے ہی لوگوں کے بارے میں واضح حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو قتل ہوتے ہیں، انہیں مردہ مت کہو، وہ زندہ ہیں لیکن آپ کو اس کا شعور نہیں۔۔۔اللہ تعلیٰ دونوں قائدین کے درجات بلند اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆

نعت شریف

میسر ہو اگر ایمانِ کامل
کہاں کی الجھنیں کیسے مسائل
نہیں جن میں تمہارا عکس شامل
وہ نقشے ہیں مٹا دینے کے قابل
ثبوتِ عظمتِ انسانیت ہیں
محمد مصطفیٰ (ﷺ) انسانِ کامل
تمہارا ہر قدم شمعِ ہدایت
تمہارا نقشِ پا تصویرِ منزل
ہزار آزادیوں سے لاکھ بہتر
تمہارے عشق کے طوق و سلاسل
تمہارے قولِ فیصل سے ہوئی ہے
نمایاں خیر و شر کی حدِ فاصل
سکوں مجھ کو نہیں درکار آقا
بڑھا دیجئے مری بے تابیِ دل
اجازت ہو تو شاہا پیش کردوں
مرے پہلو میں ہے ٹوٹا ہوا دل
حفیظؔ اُس عشقِ احمد کی بدولت
مجھے ہے دولتِ کونین حاصل

حضرت حفیظ میرٹھیؒ

کمانڈر مسعود۔۔۔کیا مسافر تھے جواس رہ گزر سے گزرے

غازی اویس

اللہ تعالی ارشادفرماتے ہیں،اور جوکوئی اپنے گھر سے اللہ تعالی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکل کھڑا ہوا۔پھر اسے موت نے آ پکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالی کے ذمہ ثابت ہوگیا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا ،مہربان ہے۔سورہ الحج کی آیت نمبر58,59 میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔،اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ شہید کردیے گئے۔یا اپنی موت مر گئے۔اللہ تعالی انہیں بہترین رزق عطا فرمائے گا اور بے شک اللہ تعالی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔انہیں اللہ تعالی ایسی جگہ پہنچائے گا کہ وہ اس سے راضی ہو جائیں گے۔بے شک اللہ علم اور بردباری والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔،،تم اپنے اندر کن لوگوں کو شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے عرض کیا جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں،وہ شہید ہیں۔آپ نے فرمایا تب تو میری امت میں شہدا کم ہوں گے۔انہوں نے پوچھا پھر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شہید ہیں؟ آپ نے فرمایا۔،جو اللہ کے راستے میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے،جو اللہ تعالی کے راستے میں طبعی موت مر جائے وہ شہید ہے۔جو طاعون کی بیماری میں فوت ہو جائے وہ شہید ہے،جو پیٹ کی بیماری سے مرجاے وہ شہید ہے اور جو ڈوب کر مرجائے وہ شہید ہے"۔

علامہ اقبال نے غازیوں اور شہداء کی کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اسی جزبے کوسامنے رکھتے ہوئے مجاہدین اپنا گرم لہو بہاتے ہیں اپنا سب کچھ داپر لگاتے ہیں۔اسی جذبہ جہاد شوق شہادت کو

لیکر حبیب اللہ راتھر عرف کمانڈر مسعود میدان جہاد پہنچتا ہے۔جذبہ جہادو شوق شہادت کو لے کر عرصہ دراز تک مصروف عمل رہنے کے بعد بیس کیمپ تشریف لائے۔یہاں تنظیم کے مختلف کاموں میں شامل رہے۔اللہ تعلیٰ نے ان پر آزمائش ڈالی اور وہ اچانک کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے،تین چار سال اس سخت تکلیف کے باوجود بھی آپ جہاد اور جہادی فکر ہی سے وابستہ رہے بالآخر اس موذی مرض کے ساتھ ہی آپ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی۔کمانڈر مسعود کپواڑہ کے علاقے ککروسہ سے تعلق رکھتے تھے۔میدان کارزارِ میں آپ کمانڈر مسعود کے لقب سے مشہور ہوئے،آپ اپنے مجاہد ساتھیوں کے ہمراہ ہر جگہ غاصب بھارتی فوج پر قہر بن کر ٹوٹتے رہے، شہدائے کشمیر کے ان عظیم سپوتوں کا خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم ان کے مشن کو ہر حال میں زندہ رکھیں انہوں نے حق کی سربلندی اور اپنے وطن عزیز جموں وکشمیر کی ظالم و غاصب بھارتی استعمار سے خلاصی کے لئے اپنی قیمتی جانوں کے نذرانے پیش کئے،بلاشبہ کشمیری عوام شہدا کی ان قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔اور وہ ان کا عظیم پورا کرنے کے لیے اپنا تن من دھن نچھاور کرتے رہیں گے اور بھارتی استعمار انشا اللہ انجام بد سے دو چار ہونگے ۔۔۔۔۔ چہرے پر رعب اور رونق کی آمیزش۔۔۔دراز قامت۔ وہ پہلی ہی نظر میں ہی مجھے کسی اور دنیا کا باسی نظر آیا۔چند برس قبل لاہور جماعت اسلامی کے اجتماع عام میں میں نے کمانڈر مسعود کو تحریکی شعور اور تحریک آزادی کی پر پیچ راہوں کا شناور پایا۔طنز و مزاح سے آراستہ شخصیت کے مالک تھے۔۔۔یاسین چارلی اور شیخ محمد امین کہتے ہیں کہ مسعود صاحب کمال شخصیت کے مالک تھے کپواڑہ ککروسہ سے تعلق تھا مگر جو کشمیری نوجوان جس علاقے سے تعلق رکھتا تھا انہیں اپنا غمگسار اور ہم خیال سمجھتا تھا،تحریک آزادی کی کٹھن راہوں میں اپنی اور اپنے عزیز واقارب کی قربانی دے کر اپنے رب کے حضور پہنچ گئے: مرحوم کمانڈر مسعود کے بارے میں ان کے لخت جگر کہتے ہیں۔،کہ مرحوم والد نے تحریک آزادی میں ان گنت مصائب وآلام جھیلے۔ان کے بڑے بھائی غلام نبی راتھر نے خاندان کے آٹھ افراد سمیت جام شہادت نوش کیا ایسے حالات میں بھی والد مرحوم کے حوصلے پست نہ ہوے۔بلکہ وہ عزم و ہمت کا پیکر بنے رہے اور پہلے سے زیادہ استقامت کا مظاہرہ کرتے رہے اور جزبہ جہاد سے سرشار رہے، 2اگست2018 ایک موذی مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کوچ کر گئے،اللہ تعالی مرحوم سمیت تمام شہدا کی مغفرت فرمائے آمین۔دعا ہے کہ شہید کمانڈر مسعود کے وارثین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

انتقال پرُ ملال

(۱) شبنم بھائی اسلام آباد کے (والد صاحب) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا چکے (۲) شاہد بھائی شوپیان چکورا کے (والد صاحب) مقبوضہ کشمیر میں وفات پا چکے

قارئین سے گزارش ہے کہ مرحومین کے لئے خصوصی دعا فرمائے

* مسیح الدجال *

دجال کون؟؟

ڈاکٹر عبدالرؤف

دجال: احادیث کی نظر میں

پچھلی قسط نمبر 10 میں ہم دجال کے ظہور اور اس کی چند نشانیوں کے متعلق حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت فاطمہ بنت قیس، رضوان اللہ علیہم سے مروی احادیث نقل کر چکے ہیں۔ جس میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے واقعہ کا ذکر بھی تفصیل سے ہو چکا۔ کہ جس میں ایک شخص نے ایک جزیرے پر دجال کو دیکھا

خراسان*۔(ترمذی 2237)

اصفہان کے مقام یہودیہ*۔

(مستدرک حاکم 8611)

خروج دجال کے علاقوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔

عین ممکن ہے ان علاقوں سے مراد چاروں اطراف عرب ہوں۔ یا پھر ممکن ہے یہ علاقے فتنہ دجال کے مراکز ہوں جہاں سے وہ دجل کو دنیا بھر میں پھلائے گا۔ اس تضاد کو دور کرنے کے لیے بعض نے اس کی تطبیق کی کوشش کی ہے۔ مثلا ملاحظہ ہو۔ کتاب تحفۃ الالمعی: (اردو شرح ترمذی از مفتی سعید احمد پالنپوری۔)

"دجال کا خروج سب سے پہلے شام اور عراق کے درمیان کی

اور اس کے ساتھ سوالاً جواباً کچھ گفتگو بھی ذکر ہوئی۔ (ملاحظہ ہو قسط نمبر 10)

اب ھم ان احادیث کو نقل کرتے ہیں جن میں دجال کے ظہور کے مختلف علاقوں کا اشارہ ملتا ھے

احادیث کے مطالعے سے ہمیں اس ضمن میں 4 مقامات کا ذکر ملتا ہے۔

وہ*شام اور عراق* کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا۔

(ترمذی 2240)

.2 خوز و کرمان (خراسان کی طرف کے علاقے)۔*

(مسند ابی یعلیٰ موصلی 5976)

(الفتن: لنعیم بن حماد 1913)

گھاٹی سے ہوگا، مگر اس وقت اس کی شہرت نہیں ہوگی، اس کے اعوان و انصار (مددگار) یہودیہ گاؤں میں اس کے منتظر ہوں گے، وہ وہاں جائے گا اور ان کو ساتھ لے کر پہلا پڑاؤ خوز و کرمان میں کرے گا، پھر مسلمانوں کے خلاف اس کا خروج خراسان سے ہوگا۔"

بہر حال یہ تطبیق بھی قیاس پر مبنی ہے۔ اور دجال۔ کو محدود کرتی ہے۔ ثابت یہ ہوا کہ احادیث میں جس طرح دجال کے ظہور کے کسی خاص وقت کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح کسی خاص جگہ کو بھی دجال کے ظہور کے لیے مختص نہیں کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک اس کی بہت ساری وجوہات ہوسکتی ہیں۔

1۔ شاید مختلف دجال مختلف ادوار میں ان مختلف جگہوں پر ظاہر ہوں۔

2۔ ہوسکتا ہے دجال ایک شخص کی بجائے ایک وسیع و عریض فتنہ ہو جو دنیا کے مختلف حصوں سے باہم مشترک خصوصیات کے ساتھ ابھرے۔ اور احادیث میں مذکور یہ چند مقامات اس کا مرکز ہوں۔

3۔ شاید اس کے ظہور کے وقت اور مخصوص علاقے کو خفیہ رکھنے میں یہ حکمت ہو کہ قیامت تک کے انسان اس سے بے خوف نہ ہوسکیں اور اس فتنہ دجل کی متعدد مذکور نشانیوں کو اپنے اپنے دور میں دیکھ کر ان کو پہچان لیں اور دجال سے ڈریں اور اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو فتنہ دجال کے خلاف مسلسل مستعد اور تیار رکھ سکیں۔

4۔ اگر اس کے ظہور کی کوئی خاص جگہ یا وقت متعین ہو جاتا تو صرف اسی علاقے اور اسی دور کے لوگ اس فتنے سے ڈرتے اور باقی لوگ بے خوف رہتے اس طرح فتنہ دجال کی وہ آفاقیت اور ہولنا کی ختم ہو جاتی جس کو قائم رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود تھا۔

عدم تصریح کی وجہ چاہیے کچھ بھی ہو لیکن دجال کی مخصوص جائے ظہور اور وقت کا تعین احادیث میں نہیں ملتا۔

اور اس میں کوئی بات محیر العقول بھی نہیں، بلکہ اسلام میں یہ اسلوب اور بھی بہت سی صورتوں میں ملتا ھے۔

مثلا: کسی فرد کے ایمان کی حالت کی دوسروں پر پوشیدگی، رمضان میں لیلۃ القدر کی تخصیص نہ کرنا لیکن اس کی تلاش پر زور دینا، قیامت کے درست وقت اور دن کا عدم تعین، اور کسی شخص کی موت کے وقت کا عدم تعین وغیرہ۔ اور ان سب کا مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ ان کا خیال ہمہ وقت انسان کے ذہن میں رہے اور وہ اس خیال کے زیر اثر اپنی حیثیت کو پہچانے، اطاعت کو اپنائے، اپنا مقصد زندگی پہچانے، اپنے عمل کا درست رخ متعین کرے اور اس مقصد کی روشنی میں اپنی زندگی میں آرائش کردار کرے۔ (جاری ہے)

جناب ڈاکٹر عبدالرؤف کا تعلق ٹیکسلا سے ہے۔ معروف عالم دین، دانشور اور محقق ہیں۔ کشمیرالیوم کے مستقل کالم نگار ہیں اور بلا معاوضہ لکھتے ہیں

ریاست کشمیر اور بیس کیمپ کی یادیں

محمد احسان مہر

ہم پاکستانی نصابی کتب میں جس طرح کشمیر کا تذکرہ پڑھتے ہیں۔ اور پھر قومی راہنماء اپنے سیاسی، جلسے، جلوسوں میں، بہ قدرے ضرورت، "اس کا ذکر کرتے ہیں، اور عوامی سطح پر پزیرائی حاصل کرنے کے لیے کشمیر کو پاکستان کی شہہ رگ کے طور پر پیش کرکے اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کشمیری پاکستان کے دفاع کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ان خوش نماء دعوؤں کا پس منظر اور کشمیر کی جنت نظیر کے مناظر کو حقیقت میں دیکھنے کے لیے ہر پاکستانی کے دل میں ارمان مچلتے ہیں۔ مقبوضہ ریاست کشمیر کا آزاد خطہ جسے ایک حقیقی بیس کیمپ کا کردار ادا کرنے کی اشد ضرورت ہے لیکن سیاسی عدم استحکام اور غیر ضروری سیاسی مداخلت کی وجہ سے وہ کردار ادا نہیں کر پا رہا جس کی کشمیری قوم اس سے توقع رکھتے ہیں۔ظاہر ہے اس تمام صورتِ حال کے منفی اثرات کا سامنا مقبوضہ جموں کشمیر کے مسلمانوں کو کرنا پڑتا ہے۔ جب کہ عمومی طور پر پوری ریاست کو

مقبوضہ ریاست کشمیر کا آزاد خطہ جسے ایک حقیقی بیس کیمپ کا کردار ادا کرنے کی اشد ضرورت ہے
لیکن سیاسی عدم استحکام اور غیر ضروری سیاسی مداخلت کی وجہ سے وہ کردار ادا نہیں کر پا رہا جس
کی کشمیری قوم اس سے توقع رکھتے ہیں۔ظاہر ہے اس تمام صورتِ حال کے منفی اثرات کا سامنا
مقبوضہ جموں کشمیر کے مسلمانوں کو کرنا پڑتا ہے۔ جب کہ عمومی طور پر پوری ریاست کو اس کا
خمیازہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک بیس کیمپ سیاسی پختگی اور عسکری عزم کے ساتھ ساتھ کھڑا
نہیں ہوتا عالمی سطح پر ریاست کشمیر کا تشخص بحال کرنا ایک چیلنج بنا رہے گا

اس کا خمیازہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک بیس کیمپ سیاسی پختگی اور عسکری عزم کے ساتھ ساتھ کھڑا نہیں ہوتا عالمی سطح پر ریاست کشمیر کا تشخص بحال کرنا ایک چیلنج بنا رہے گا۔

اقوامِ متحدہ اور عالمی برادری قانونی، آئینی، سیاسی اور اخلاقی طور پر بیس کیمپ کے کردار میں کسی طرح کی رکاوٹ نہیں بن سکتی، لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں بیس کیمپ کا کردار محدود کر دیا گیا ہے۔تین ایٹمی طاقتوں کے درمیان منقسم ریاست کشمیر ایک

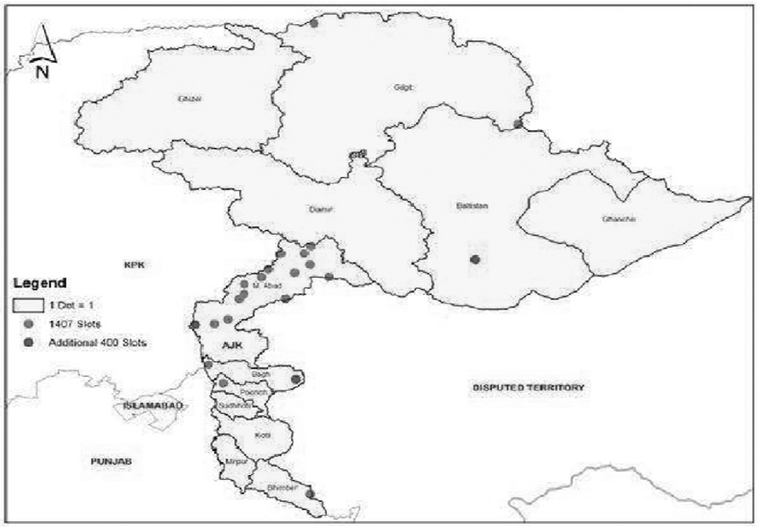

آتش فشاں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔جس کا پُر امن حل ناگزیر ہو چکا ہے۔ مسئلہ کشمیر کا پر امن اور پائیدار حل ہی علاقائی ترقی اور خوشحالی کا ضامن ہے۔ چند سال قبل دوستوں کے ساتھ بیس کیمپ جانے کا موقع ملا یہ 1990ء کی دہائی کے شروع کی بات ہے۔اُن دِنوں روزگار کے سلسلے میں لاہور میں سکونت تھی ۔جہاں روزگار کی نوعیت کے مطابق کبھی کبھار رہائش بھی تبدیل کرنا پڑتی تھی۔۔۔وہ خوشگوار شام تھی، ہم کچھ دوست کام سے فراغت کے بعد سڑک کنارے ٹہلنے لگے۔۔۔کہ دو نوجوان لڑکے ہمارے پاس آکر رُک کے، دونوں نے ہاتھوں میں رسائل اور جرائد اُٹھا رکھے تھے اتنے میں ایک نے مخاطب ہو کر پوچھا ۔۔۔کیا آپ پڑھ سکتے ہیں؟ اسی اثناء میں دوسرے لڑکے نے ہماری طرف ایک رسالہ بڑھا دیا، میں نے ٹائیٹل کو بغور دیکھا۔

وہ دینی مدارس کا ترجمان ایک ماہنامہ رسالہ تھا۔۔۔ "المصباح" میری منہ سے بے اختیار نکلا، وہ لڑکے مسکرائے اوران کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔ دونوں نے گرم جوشی سے ہمارے ساتھ مصافحہ کیا اور چند اور شمارے دے کر آگے بڑھ گئے۔

سچی بات یہ ہے کہ ان رسائل کے مطالعہ نے میری زندگی بدل کر رکھ دی۔ اس کے بعد میں جب تک لاہور میں رہا "مشکواۃ المصباح" کی سالانہ خریداری کی ممبر شپ کا حصہ رہا ۔کیا مسافر تھے جو اس رہگذر سے گزرے کے مصداق ۔۔۔ہزاروں کشمیری ریاست کشمیر کی آزادی کا خواب آنکھوں میں سجائے اور دلوں میں شوق شہادت لیے اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھاتے رہے۔جن میں سے کئی خوش نصیب اللہ کی راہ میں شہادت کے بلند رُتبے پر فائز ہوئے اور کئی آج بھی انتظار میں ہیں۔ وعا گو ہے کہ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جو معیوب نہیں ہوئے، جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔

اسرائیلی ریاست سے عدم استحکام کے باعث سرمایا کاروں کا انخلا

مصنوعی سہارے کب تک امریکی اسرائیلی دیمک زدہ کھوکھلی عمارت کو سنبھال سکیں گے!!!

گزشتہ صدی کرہ ارض کے چار بڑے بڑے آسیبوں کو نگل چکی، زار روس، جرمنی، انگلستان اور متحدہ ریاست ہائے روس

ڈاکٹر ساجد خاکوانی

مشرق وسطی اور عالم یہود کے خبر رساں ادارے ہاریٹز(haaretz) ہفتہ 15 جولائی 2023 کی رپوٹ کے مطابق اسرائیلی سرمایہ دار بہت تیزی سے اپنا سرمایہ ملک سے باہر منتقل کر رہے ہیں، انہیں اسرائیلی ریاست کے عدم استحکام اور مخدوش مستقبل کے باعث اپنا سرمایہ غیر محفوظ نظر آ رہا ہے۔اس ادارے نے '' کوبی لاہو(Kobi Lahav)" نامی ایک امریکی نوجوان جو جائداد کی خرید و فروخت سے وابسطہ ہے، اس کا بیان نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسرائیلی سرمایا کاروں کی بڑھتی ہوئی تعداد نیویارک میں جائداد کی خرید کے لیے مجھ سے رابطہ کر رہی ہے، نوجوان کے مطابق سرمایہ داروں کی یہ وسعت پزیر تعداد اپنے ملک سے باہر دوسرے ملکوں میں اپنا سرمایہ منتقل کرنے کی فکر میں غلطاں ہیں کیونکہ انہیں اسرائیل کا عدم استحکام نظر آتا ہے، نوجوان کے مطابق خاص طور پر کرونا کے بعد سے یہ صورتحال بہت تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔اخباری ادارے نے اس نوجوان کا پیشہ ورانہ تعارف بھی شائع کیا ہے جس کے مطابق وہ "عبرانی یونیورسٹی، یروشلم" سے علم قانون کا سند یافتہ ہے۔اس نوجوان نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ وہ اپنے ہاں آنے والے سرمایا کاروں کو سرمائے کے تحفظ کی یقین دہانی کراتا ہے اور انہیں محفوظ سرمایا کاری کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔گویا اسرائیلی جامعہ کا فارغ التحصیل اپنے ملک سے مایوس ہو کر امریکہ سدھار گیا۔اس نے زور دے کر بتایا کہ حالیہ دنوں میں سرمایا کاروں کا عدم اعتماد بہت بڑھ گیا ہے جس کی وجہ اسرائیلی ریاستی عدم استحکام ہے۔

امریکی خبر رساں ادارے "prnewswire" نے "United States – Israel Business Alliance" امریکہ اسرائیل تجارتی اتحاد" نامی تنظیم کے حوالے سے ایک خبر شائع کی ہے جس کے مطابق اسرائیلی ریاست کے بہت بڑے حجم والے اکیس تجارتی اداروں نے اپنے مرکزی دفاتر امریکی شہر "مان ہاٹن" میں منتقل کر لیے ہیں۔اس تنظیم کے صدر "Aaron Kaplowitz" نے کہا ہے کہ اس سال اسرائیلی بڑے بڑے

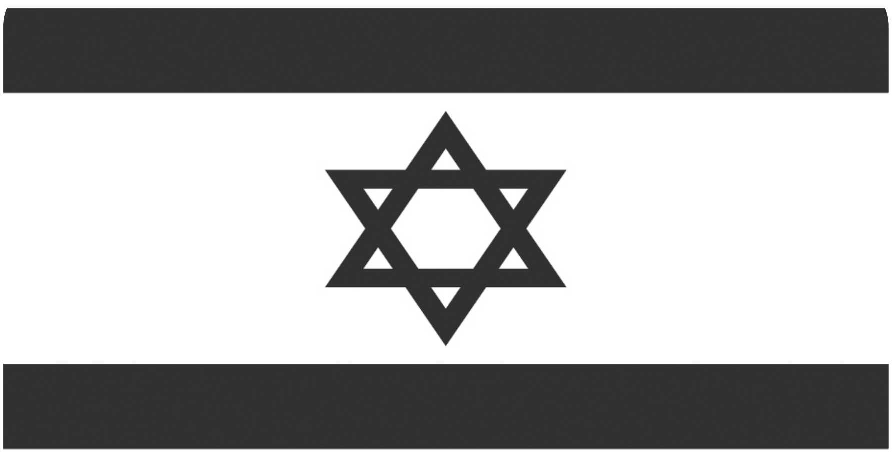

مالیاتی ادارہ بہت ہی عدم استحکام اور غیر یقینی صورتحال کے شکار رہے اور ان کا رخ زیادہ تر نیویارک کی طرف ہی رہا۔اخباری ادارے نے دس بڑے بڑے اداروں کے نام بھی شائع کیے ہیں جو کرونا بحران کے باعث بدترین حالات کا شکار ہو گئے، اگرچہ یہ 2012ء کی بات ہے لیکن اس کے اثرات بد آج تک سامنے آ رہے ہیں۔خبر رساں ادارے نے ایک تفصیلی رپورٹ میں فرداً فرداً متعد اسرائیلی کاروباری و تجارتی اداروں کے بارے میں اعداد و شمار کے ساتھ بتایا ہے کہ وہ کس طرح کوویڈ 19 کے عالمی بحران کے بعد بدترین معاشی زوال کا شکار ہوئے اور ان کے بارے سرمائے کی تفصیل بھی بتائی کہ ان کے ٹریلین ڈالرز بازاروں کی نذر ہو گئے جن کی واپسی کا امکان صفر سے بھی کم ہے اور ان کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا اور بے شمار افراد کے بے روزگار ہونے کا المیہ اس کے سوا ہے۔چنانچہ مملکت اسرائیل کے اس دگرگوں حالات کے باعث اب یہ سرمایا کار بہت تیزی سے اپنا باقی ماندہ نکال کر دوسرے ممالک میں منتقل کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔اسی اتحادی ادارے نے ایک رپورٹ (New York – Israel Economic Impact Report,) میں سال بہ سال کی تفصیل بتائی ہے جس کے مطابق اسرائیلی ریاست سے سرمائے کا بہاؤ دوسرے ملکوں کی طرف ضرب در ضرب کے حساب سے بڑھتا چلا رہا ہے۔

اسرائیلی تجارتی خبروں کے ادارے "en.globes" نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اسرائیلی تجارتی ادارے جو چھوٹی سرمایا کاری کے حامل ہیں وہ "وال اسٹریٹ" کی طرف کیوں گامزن ہیں؟؟؟ اس ادارے نے تفصیلات بتاتے ہوئے لکھا ہے اسرائیلی تجارتی ادارے اسرائیلی مرکز تبادلہ مالیات (اسٹاک ایکسچینج) میں اپنا اندارج (رجسٹریشن) کروانے کی بجائے امریکی شہروں کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہیں۔"افر بن یاہو" ایڈوکیٹ جو تل ابیب کی ایک قانونی

معاونت کے ادارے "Co" Shibolet & سے متعلق ہیں،انہوں نے کہا کہ بلاشبہ اب یہ رواج بن چکا ہے کہ اسرائیلی تجارتی ادارے ملک سے باہر کی طرف جانے میں شوق رکھتے ہیں۔"Capital Market Practice" نامی ایک تنظیم کے سربراہ "آدیل ضمان" نے کہا ہے کہ وال اسٹریٹ کی طرف جانے والے ہر چھوٹے تجارتی ادارے کے پاس وجوہات کی اپنی ایک الگ کہانی ہوتی ہے،انہوں نے بتایا کہ ایک تجارتی ادارے نے گزشتہ سال اپنا مقدمہ میرے سپرد کیا اور بتایا کہ سارا سال انہیں کوئی منافع میسر نہیں آیا اور وہ کلیۃ نقصان میں رہے ہیں جس کے باعث وہ اس ملک کو چھوڑنا چاہتے ہیں،انہوں نے تفصیل بتاتے ہوئے اسرائیلی مرکز تبادلہ مالیات (اسٹاک ایکسچینج) میں اندراج کروانے والے کاروباری اداروں کی تیزی سے کم ہوتی ہوئی تعداد کا بھی خاص طور پر ذکر کیا جس کی متعدد وجوہات بھی بتائیں جن کا خلاصہ ریاستی عدم استحکام ہے۔انہوں نے اپنا تجزیہ و مشاہدہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت مملکت اسرائیل میں نجی کاروباری تنظیمیں شدید دباو کا شکار ہیں اور انہوں نے مرکز تبادلہ مالیات (اسٹاک ایکسچینج) کی دن بدن گرتی ہوئی صورتحال کا بھی ذکر کیا۔ایک اور خبر رساں ادارے "کمرشل آبزرور" نے بھی کم و بیش اسی طرح کے کے حالات کا عکس پیش کیا ہے۔

دی ٹائمز آف اسرائیل نے بھی انہیں اعدادوشمار کے ساتھ مذکورہ حقائق کو پیش کیا ہے۔تاہم یہ اخبار تصویر کا ایک اور رخ سامنے لایا ہے کہ چونکہ نیویارک اس وقت جائداد کی خریدوفروخت کا عالمی مرکز بن چکا ہے اس لیے اسرائیلی مالیاتی ادارے یہاں اپنا سرمایا لگا رہے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کیا جاسکے۔اخبار کے مدعا سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرمایا کار اسرائیلی حالات سے خوفزدہ ہو کر اپنا سرمایا باہر نکالنے کی بجائے بہتر منافع کے لیے دوسرے ملکوں کا رخ کر رہے ہیں۔بہرحال تصویر کے دونوں رخ بتاتے ہیں کہ سرمایا ریاست اسرائیل سے باہر جا رہا ہے اور اسرائیلی مملکت کھوکھلی ہو رہی ہے۔اس اخبار نے بھی کرونا بحران کے حالات کو ان کا سبب بتایا ہے اور خاص طور پر نیویارک کو اسرائیلی سرمایا کارانہ کشش کی ایک اور وجہ بھی بتائی کی یہاں پر دو ہوائی اڈے ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر تل ابیب کے لیے براہ راست پروازیں بآسانی مل جاتی ہیں، چنانچہ سرمایا کار افراد اس شہر کو پسند کرتے ہیں جہاں سے

اسرائیل کے شہروں تک آنے جانے میں کوئی دقت نہیں اٹھانی پڑتی۔امریکہ اور اسرائیل وقت کے عصری دھارے میں عروج کے ساجھی ہیں، تاریخی حقائق کی روشنی میں لازم ہے کہ زوال میں بھی یہ یک جان دو قالب ہوں گے ان شاءاللہ تعالی۔گزشتہ صدی کرہ ارض کے چار بڑے بڑے آسیبوں کو نگل چکی، زار روس، جرمنی، انگلستان اور متحدہ ریاست ہائے روس (USSR)، اب بہت جلد ایک بار پھر دنیا کا نقشہ بدلنے والا ہے، رہے نام اللہ تعالی کا۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید کی سورۃ طہ کی 124ویں آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا ترجمہ:"اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کی زندگی (معاش) تنگ ہو جائے گی اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے"۔یہودیوں کے پاس اللہ تعالی کی دو مقدس کتب اور متعدد صحیفے ہیں اور یہ ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد سے انبیاء علیہم السلام کے طویل سلسلے سے فیض یاب ہوتی رہی لیکن حرص و حوس کی ماری ہوئی یہ قوم آج بھی دنیا کی بے حقیقت دولت اور مال و زر پر بری طرح فریفتہ ہے۔ماضی قریب میں ملکہ وکٹوریہ کی مہر کیے ہوئے سونے کے سکوں سے لین دین ہوا کرتا تھا، پھر ان یہودیوں نے ساری دنیا سے سونا سلب کر لیا اور زرضمانت تھما دیا،اب جب کہ زرضمانت بھی دولت کا قائم مقام بن گیا تو ان یہودیوں نے دنیا کے ہاتھ میں پلاسٹک کرنسی تھمادی جس کی پشت پر کوئی حکومت، ریاست، مملکت نہیں اور اس کے حامل کو کسی طرح کے کوئی آئینی و قانونی حقوق میسر نہیں ہیں۔سود در سود یہودی معیشت نے ہر ہر فرد کی جیب میں ایک سے زیادہ پلاسٹک کارڈز دھر دیے ہیں اور انہیں کی مصنوعی بنیاد پر فرضی معیشت گامزن ہے۔جب بھی کوئی ملک یا کوئی مالیاتی ادارہ دیوالیہ ہوتا ہے تو اس فرضی و کاغذی معیشت کا پول کھل جاتا ہے کہ کھاتوں میں دستاویزات میں اربوں و کھربوں کے حسابات درج ہیں لیکن فی الاصل خزانے خالی اور مالیات صفر سے ضرب کھائے چلی جا رہی ہے۔دنیا کو اس حال تک پہنچانے والے یہودیوں کی ریاست بھی اب اسی صورتحال کا تیزی سے شکار ہو رہی ہے، مصنوعی سہارے کب تک اس دیمک زدہ کھوکھلی عمارت کو سنبھال سکیں گے؟؟؟ بہت جلد اللہ تعالی کے ذکر سے بیزار قوم زندگی کے تنگ و تاریک راہوں اور ذلت و مسکنت کی منزلوں سے دوچار ہو کر رہے گی کہ یہ خدائی فیصلہ ہے، ان شاءاللہ تعالی۔

ڈاکٹر ساجد خاکوانی معروف صحافی، دانشور اور استاد ہیں، کشمیرالیوم کیلئے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں۔

کم فہمی! عذاب سے کم نہیں ہوتی

شہزادمنیراحمد

(گزشتہ سے پیوستہ)

رابرٹ گرین نے اب خود اسلامی لٹریچر منگوا کر پڑھا تو قرآن کریم میں درج روحانی ھدایات کے مندرجات کے مطالعہ نے اس کے دل کی دنیا بدل کر رکھ دی۔ صدر کا بریف تو مناسب تراش خراش کے بعد حسب ھدایت صدر تک پہنچا دیا گیا۔اب مگر قرآن کریم کے مطالعہ نے رابرٹ گرین کی اندھیری دنیا میں روشن روشن انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے اسلامی سیمینارز اور دیگر اسلامی اجتماعات میں باقاعدگی سے شرکت کرنا شروع کردی۔ رابرٹ گرین لکھتے ہیں میں نے ہارورڈ یونیورسٹی میں تین سال تک قانون پڑھا لیکن وہاں میں نے کبھی لفظ JUSTICE نہیں سنا تھا۔

رابرٹ گرین نے پھر 1981 میں دین اسلام قبول کیا اور اپنا نام "فاروق عبدالحق" رکھا اس بے دین شخص کے لیے دین اسلام سے لاعلمی Ignorance Is Blessing بن کر سامنے آئی۔۔۔ فاروق عبدالحق، لکھتے ہیں کہ ایک دن یہودی لیکچرار کلاس میں پڑھاتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں پر بات کرنے لگا۔ میں اسے خاموش کرانا چاہتا تھا۔ میں نے کہا کیا امریکی آئین میں قانون وراثت کا تذکرہ ہے۔ اس نے جواب دیا بالکل ہے۔ Eight Volumes ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ اسلام نے اس قانون وراثت کو صرف دس سطروں میں بیان کر رکھا ہے۔ میں نے قرآن میں درج قانون وراثت والی۔سورتیں اسے پڑھوائیں تو وہ نہ صرف مان گیا بلکہ وہ مسلمان بھی ہوگیا۔

Ignorance Is Curse

کا مثالی واقعہ، لارنس آف عربیہ

لارنس آف عربیہ ٹی آئی لارنس (تھامس ایڈورڈ لارنس)، برطانوی فوج کا آفیسر تھا۔ برطانیہ نے حجاز میں وسیع پیمانے پر تیل کے خزانوں کا سراغ لگا رکھا تھا۔ مستقبل میں ان کی زیر زمین ان پوشیدہ معدنیات پر قبضہ جمانا چاہتا تھا۔1916 میں، پہلی جنگ عظیم کے دوران اس کی تقرری حجاز (آج کے سعودی عرب) میں کی گئی تھی۔ اس کا کام برطانوی حکومت اور حجازی قبائل کے درمیان رابطہ کار آفیسر کا تھا۔۔۔ لارنس آف عربیہ کو یہ ھدف دیا گیا تھا کہ جرمنوں کی حمایت میں ترکی کو لڑنے سے ہر حال میں دور رکھا جائے۔ اس مقصد کے لیے اگر عرب قبائل کو ترکی سے براہ راست جنگ بھی کرنی پڑے تو وہ ضرور کریں۔ برطانیہ اور اس کے اتحادی عربوں کی اس جنگ میں مکمل عسکری حمایت اور امداد فراہم کریں گے۔ جنگ بندی کے بعد عربوں کو مکمل خود مختار ریاستوں کی حیثیت میں تسلیم کر لیا جائے گا۔ ان حالات پر علامہ اقبال نے کیا خوب برمحل لکھا تھا:-

فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

لارنس آف عربیہ نے مجوزہ ھدف حاصل کرنے کیلئے عرب قبائل کو ترکی کے خلاف اکسا کر جنگ میں جھونکا۔ حجاز میں تباہی پھیلی، ترکی، یعنی سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کی ساری راہیں ہموار ہوئی۔ مسلم امہ میں گہری رقابتیں بلکہ دشمنیوں کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ لارنس آف عربیہ نے اس دوران عرب قبائل اور ترکی کی جنگوں میں کم از کم 79 رابطہ پلوں کو اس طرح بارود سے اڑایا کہ ترکوں کو اسے بحال کرنے میں ایک عرصہ لگا۔۔ 1935 میں لارنس آف عربیہ موٹر سائیکل کے حادثے کا شکار ہوا اور وہ 19 مئی 1935 کو فوت ہوگیا۔

عربوں کی Ignorance کا یہ عالم تھا کہ لارنس آف عربیہ 1916 سے کئی برسوں تک سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کا منصوبہ عربوں اور ترکوں کے اندر بیٹھ کر بناتا رہا مگر وہ اس کے ارادے نہ بھانپ پائے۔۔۔ یہ زندہ مثال ہے Is Curse Ignorance کے سمجھنے کے لیے۔

علامہ اقبال نے لکھا

یورپ کی غلامی پہ رضامند ہو تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں ہے

ہندوستان میں جو تحریک خلافت چلائی گئی تھی، علامہ اقبال اس کے خلاف تھے۔ ایک تو وجہ یہ تھی کہ اس کے قائدین میں گاندھی بھی شامل تھا جس کا خلافت عثمانیہ سے کوئی واسطہ ہی نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اقبال کا نظریہ تھا کہ اقتدار کبھی کوئی بھیک میں نہیں دیا جاتا۔ یہ قوت بازو سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلی مثال یہ تھی کہ جنگ عظیم اول میں ترکی پر انگریزوں کا تسلط اور ہندوستانی مسلمانوں سے تاریخی بدعہدی بھی دیکھ چکے تھے۔ بعد میں حالات اور واقعات نے یہ ثابت بھی کر دیا کہ ترکی کے ضمن میں علامہ اقبال ؒ کی سوچ صد فیصد درست تھی۔ بعد میں ترک جرنیلوں نے ہی انگریزوں سے لڑ کر اپنا وطن آزاد کرایا۔

علامہ اقبال نے تب ایک نظم لکھا تھا:-

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلمان کو ہے ننگ وہ پادشائی

1939 میں جنگ عظیم دوئم شروع ہوگئی۔ مسلمانوں کی ٹوٹی ٹوٹی بکھری اجتماعیت عرب قبائل کی قبائلی کمزوریاں اور عیش پسند نفسیات اتحادیوں کی سازشوں کا مقابلہ نہ کر سکی تو یورپی اتحادی جیت گئے۔ جنہوں نے حجاز کو توڑ کر، عربوں کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے نام پر اپنی ایجنسیاں قائم کر لیں۔ اور عربوں کے سینے پر مونگ دلنے کے لیے ریاست اسرائیل بھی قائم کردی۔ برعکس اس کے ترکی نے اپنی بساط بھر انگریزوں کے ساتھ جنگ لڑی اور اپنا ملک آزاد کرایا۔ ترکی جرنیلوں کی اپنے وطن کے دفاع میں لڑی جانے والی جنگ میں ان کی جرات بہادری خود اعتمادی اور توکل کی الگ داستانیں ہیں۔

ترک جنرل مصطفیٰ کمال پاشا کمال کچھ سپاہیوں کے ساتھ گھات لگائے چھپا ہوا تھا کسی نے آ کر بتایا کہ ترکی ہار گیا ہے۔ اس نے اپنے سپاہیوں کی طرف اشارہ کرکے کہا"ترکی تو یہ ہے اس نے جنگ نہیں ہاری تو ترکی نہیں ہار سکتا۔" مصطفیٰ کمال نے کمال کا جواب دیا اور کمال جرآت کردار سے انگریزوں کو شکست دے کر ترکی آزاد کروایا۔

غیرت بڑی چیز ہے جہان تگ و دو میں

پہناتی ہے درویش کو تاج سر دارا

ترک عوام نے اسے اتاترک (ترکوں کا باپ) کا خطاب دیا اور دشمن انگریزوں نے اسے Gray Wolf ٹمیالا بھیڑیا کہا۔ سب سے بڑا ظلم اور ناانصافی مسلمانوں کے ساتھ یہ ہوئی کہ ان کی زمین پر یہودی ریاست اسرائیل قائم کرکے عربوں کو زندہ درگور کردیا۔

انجام داستان

اللہ اکبر کہنے سے بندے کو ایمان کی پختگی، حوصلہ اور راست سمت ملتی ہے۔ منزل کا سفر بندے کو اپنے پاؤں پر چل کر طے کرنا ہوتا ہے۔" لیس للانسان الا ما سعی"

ایک ہی دور میں عربوں کے لئے Ignorance Is Curse بن کر نازل ہوئی اور ترکوں کے لیے Ignorance Is Blessing ثابت ہوئی جو مرد مریض کہلاتا تھا اور پھر ہیرو بن کر سامنے ایا۔ برطانوی ڈرامہ نویس، شاعر اور اداکار شیکسپیئر (1564 سے 1616ء) کا دانشورانہ یہ قول "دنیا ایک اسٹیج کی مانند جس پر ہر انسان اپنی اپنی باری پر اداکاری کرتا اور چلا جاتا ہے"۔ ادب سے دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کو ازبر ہے۔

دانشوروں کا مشغلہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ فراغت کے لمحوں میں، معاشرے کے حالات، اور گردوپیش میں ہونے والی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھتے ہوئے خوب سے خوب تر کی دریافت میں رہتے ہیں۔

تب کے برطانوی ثقافتی ماحول میں پائی جانے والی ناپسندیدہ بے علمی اور جہالت پر کڑھتے ہوئے شیکسپیئر نے اپنے دکھ کا اظہار کیا تھا۔ نوجوان نسل کے تعمیری فکر و خیال میں عدم دلچسپی، اخلاقی بے راہ روی، سوسائٹی میں اپنی معاشرتی اخلاقی ذمہ داریوں سے لاپرواہی، گردونواح میں انسانی معاشرے کی ترقی سے بے نیاز۔ رہنے والے گندے لباس میں ملبوس Hippie اور قابل رحم حالت میں دیکھ کر شیکسپیئر نے بھی علم کی اہمت پرزور دیتے ہوئے کہا تھا:-

Ignorance Is Curse

شیکسپیئر نے مزید کہا کہ Knowledge the wing wherewith we fly to heaven تھامس گرے برطانوی صاحب طرز ادیب و افسانہ نگار اور شاعر تھے۔ اٹھارویں صدی (1716 سے 1771) میں بڑا نام کمایا۔ بحثیت شاعر نہ جانے کس تخیل کی پرواز کے دوران کہہ گئے:- where ignorance is bliss, 'tis folly to be wise شاعر کے یہ الفاظ، سننے والوں کے ذہن میں تو شائد نہیں اترے مگر ان کی زبان سے چپک کر رہ گئے۔ اٹھتے بیٹھتے Ignorance is Blessing کا ورد کرنے لگے۔ جہاں کسی واقعہ یا حادثہ پر انہیں بے خبری کا سامنا ہوا اور معقول وجہ بیان نہ کر سکے تو کہہ دیا Ignorance Is Blessing مذکورہ بالا دونوں مغربی دانشوروں نے تو اپنے فلسفے کی وضاحت کی یا نہیں، (راقم خود بے خبر ہے) البتہ اس فلسفے کی حقیقت سامنے تب آئی جب ہماری آپا بانو قدسیہ نے سنہری جملہ۔ کہا۔ "علم ہمیں بے علمی کی طرف لے جاتا ہے" آپا بانو قدسیہ اس کی وضاحت یوں کرتی ہیں کہ کوئی بھی علم مکمل ہونے پر آدمی اگلے اور نئے اس علم کی تلاش میں نکلتا ہے جسے وہ نہیں جانتا، Exploring The Unexplored

اس اعتبار سے بے خبری نقصان سے نکل کر فائدے کی جانب چلنے کا سفر ہے۔ مگر مثبت سوچ رکھنے والوں کے لیے۔ میرا پیغام۔۔ یہ ہے کہ خود کو پہچانو۔۔۔ یہ علم ہے۔ مزید علم کا سفر سکون باشی کا سفر ہے اور کامیابی تسکین کا مخزن۔ جس طرح تہی دامنی، عسرت اور بے بسی بندے کو دشواریوں سے نکل کر روزگار کمانے اور سیر شکمی کا سبب بنتی ہے، بالکل ویسے ہی آدمی کو جب اپنے بے خبری کی وجہ سے کسی اجتماع میں جس سبکی اور بے توقیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ حصول علم و ہنر کو پہلی ترجیح بنا کر کامیابی کا سفر شروع کرتا ہے۔ اس اعتبار سے 'بے علمی جو ایک علت تھی اس کے لیے بہت بڑی نعمت بن جاتی ہے "ایسا کامیاب شخص کہہ سکتا ہے کہ Ignorance Is Blessing بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انسانی معاشرہ ہمہ جہت جہالت کی غلاظتوں میں لتھڑا ہوا تھا۔ بالخصوص دنیا حجاز تو دین و اخلاق سے کوسوں دور ہو چکی تھی۔ عورتوں مردوں کی تذلیل و رسوائی پستیوں کی آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔۔ خوش حال حجازی پیسے سے غلام خریدتے ان پر ظلم وتشدد کرتے، لونڈیوں سے انتہائی غیر انسانی سلوک کرتے۔ فحاشی اور عریانی پھیلاتے۔ یہاں تک کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف بھی بے لباس ہو کر کرتے تھے۔ اللہ الرحمٰن کو اپنی اشرف المخلوقات کی اس رسوائی پر رحم آیا تو اللہ کریم نے انہی میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم الانبیاء و مرسلین مبعوث فرمایا، جو انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتا، انہیں حکمت کی باتیں سمجھاتا اور علم و دانش سکھاتا۔

یہ تھا اس جہالت Ignorance کا عالم، جو ان پر Blessing بن کر آیا، انہیں رسول اللہ نصیب ہوا اور اللہ کے نور سے مستفید ہوئے اپنے سینوں کو منور کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے لوگ اللہ کی رحمت و کرم پر شکر اللہ ادا کرنے والے بن گئے ورنہ Ignorance Is Curse ہی رہتی۔

جن لوگوں پر Ignorance Is Curse ہی رہی ان کا حشر بھی ہمیں فرمان الٰہیہ کی شکل میں بتایا گیا ہے '۔ سورت الاعراف آیت نمبر 179 "ہم نے بہت سارے جن و انس ایسے پیدا کئے ہیں جن سے صرف جہنم بھریں گے۔ وہ ایسے ہیں کہ ان کے دل کان اور آنکھیں تو ہیں لیکن وہ نہ سوچتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ ہی سنتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں۔۔ یہی غافل لوگ ہیں۔" ثابت یہ ہوا کہ کسی طرح کی بھی لاعلمی گمراہی یا بے خبری اپنی ہئیت میں نقصان دہ نہیں ہوا کرتی۔ اس کیفیت سے غور وفکر اور تدبر سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے لیکن اگر اس پر آدمی لاتعلق ہو کر بیٹھ جائے تو اس سے نتائج یقیناً اچھے نہیں نکلتے

☆☆☆

شہزاد منیر احمد (گروپ کیپٹن ریٹائرڈ) راولپنڈی / اسلام آباد کے معروف ادیب، شاعر، مصنف اور کالم نگار ہیں، کشمیر الیوم کے لیے مستقل بنیادوں پر بلا معاوضہ لکھتے ہیں

نظم

جنہیں سحر نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں
کہاں گئی وہ نیند کی شراب ڈھونڈتا ہوں میں
مجھے نمک کی کان میں مٹھاس کی تلاش ہے
برہنگی کے شہر میں لباس کی تلاش ہے
وہ برف باریاں ہوئیں کہ پیاس خود ہی بجھ گئی
میں ساغروں کو کیا کروں کہ پیاس کی تلاش ہے
گھرا ہوا ہے ابر مہتاب ڈھونڈتا ہوں میں
جنہیں سحر نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں
یہ دھوپ زرد زرد سی، یہ چاندنی دھواں دھواں
یہ طلعتیں بجھی بجھی یہ داغ داغ کہکشاں
یہ سرخ سرخ پھول ہے کہ زخم ہے بہار کے
یہ اوس کی پھوار ہے کہ رو رہا ہے آسماں
دل ونظر کے موتیوں کے آب ڈھونڈتا ہوں میں
جنہیں سحر نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں
یہ کتنے پھول ٹوٹ کے بکھر گئے یہ کیا ہوا
یہ کتنے پھول شاخچوں پہ مر گئے یہ کیا ہوا
بڑھی جو تیز روشنی کہ چمک اُٹھی روش روش
مگر لہو کے داغ بھی اُبھر گئے یہ کیا ہوا
انہیں چھپاؤں کس طرح،نقاب ڈھونڈتا ہوں میں
جنہیں سحر نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں
نہ عشق با ادب رہا، نہ حسن میں حیا رہی
ہوس کی دھوم دھام ہے نگر نگر گلی گلی
قدم قدم کھلے ہوئے ہے مکروفن کے مدرسے
مگر یہ میری سادگی تو دیکھیے کہ آج بھی
وفا کی درسگاہوں کا نصاب ڈھونڈتا ہوں میں
جنہیں سحر نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں
بہت دنوں میں راستہ حریم ناز کا ملا
مگر حریم ناز تک پہنچ گئے تو کیا ملا
میرے سفر کے ساتھیوں تم ہی سے پوچھتا ہوں میں
بتاؤ کیا صنم ملے بتاؤ کیا خدا ملا
جواب چاہئے مجھے جواب ڈھونڈتا ہوں میں
جنہیں سحر نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں
جنہیں سحر نگل گئی وہ خواب ڈھونڈتا ہوں میں

حضرت عامر عثمانی رحمت اللہ علیہ